www.novelsclubb.com
MA
mehak_arif_official
تمناؤں
کا
تعاقب
از قلم پاکیزہ
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

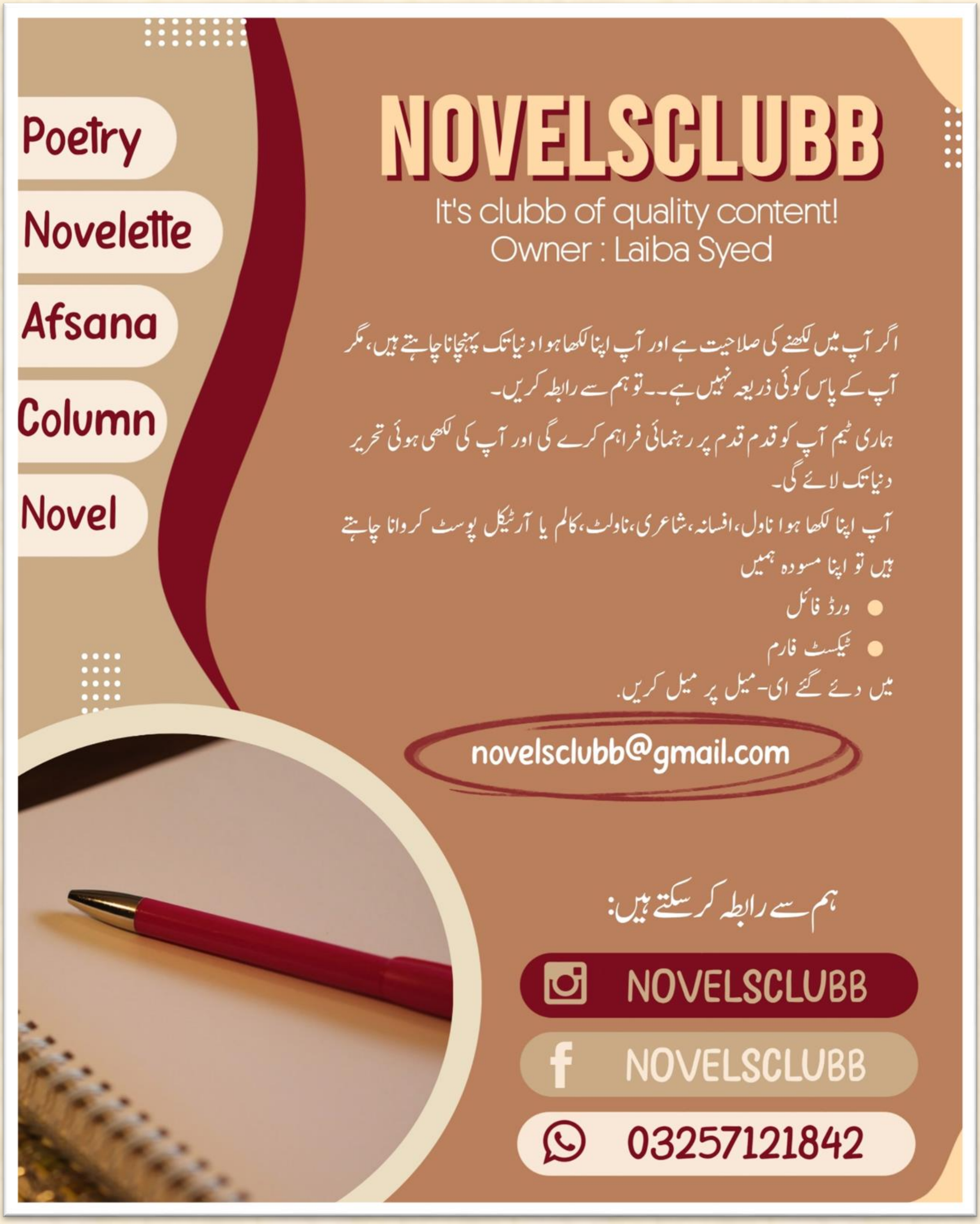
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

تمناؤں کا تعاقب

از قلم

پاکیزہ اسلم

ناول "تمناؤں کا تعاقب" کے تمام جملہ حق لکھاری "پاکیزہ اسلم" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ
کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت
درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا
استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔
کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

تمناؤں کا تعاقب

از قلم پاکیزہ

باب چھٹا: آدم بیزار

اِبن آدم بر سرِ پیکار ہے

گرم، ظلم و جبر کا بازار ہے

دندناتے پھر رہے ہیں شر پسند

کون آخر اس کا ذمے دار ہے

بو رہا ہے بغض و نفرت کے وہ بیج

جس کی اپنی ذہنیت بیمار ہے

ہے عزیز اپنا اُسے شخصی مفاد

مصلحت بیں آج کا فن کار ہے

خون انساں کی تجارت کے لئے

جس کو اپنا فائدہ درکار ہے

کرتا ہے برہم نظام زندگی

صرف مال و زر سے اس کو پیار ہے

دیکھ کر چلئے ذرا دام فریب

وہ شکاری در پئے آزار ہے

رکھئے گرد و پیش پر اپنے نظر

گل کے پہلو میں وہ دیکھیں خار ہے

احمد علی برقی اعظمی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور، پاکستان

احمر کی موت کی خبر سنتے وہ بدحواسی میں کورٹ سے باہر بھاگا تھا اس کے ماتھے پر پانی کی بوندیں واضح تھی گاڑی میں بیٹھتے اس نے فون پر احمر کا نمبر ڈائل کرنے کی کوشش کی اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے بیل جا رہی تھی پر دوسری طرف کوئی اٹھنے والا نہیں تھا

اسے اچانک منتہا کا خیال آیا وہ ہاسپٹل جانے کی بجائے منتہا کے پاس گیا۔

لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ زاویار احمر کے گھر داخل ہوا وہ صوفے پر بیٹھی ٹی وی کو دیکھ رہی تھی اس کے اطراف میں کانچ کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے اور آنکھیں مسلسل بہہ رہی تھی

آپی، زاویار کی آواز پر بھی اس کے جسم میں کوئی حرکت نہیں ہوئی وہ چلتا ہوا صوفے کے پاس گیا۔

آپی، اس کی آنکھیں تیزی سے بہنے لگی تھی وہ اپنی بہن کو اس حال میں نہیں دیکھ سکتا تھا یہ اس کے لیے دنیا کا مشکل ترین کام تھا۔

زاویار نے گھٹنوں کے بل بیٹھتے اس کے ہاتھ پکڑے اس کے ہاتھ ٹھنڈے ہو رہے تھے وہ نرمی سے انہیں سہلانے لگا۔

اس کی حرکت پر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی

زاوی تم نے خب۔ خب۔ خبر دیکھ۔ دیکھی، روتے ہوئے بہت ہمت سے جملہ مکمل کیا تھا

اس نے کچھ بولنے کی بجائے سر ہلا دیا

یہ جھو۔ جھوٹی خبر ہے نہ ایسا نہیں ہو سکتا نہ ابھی ابھی وہ صب۔ صبح تو بلکہ ٹھیک گھر سے گیا ہے،

تم کال کرو نہ اس کو بول۔ بولو کے گھر آئے، وہ خاموشی سے بس منتہا کو دیکھ رہا تھا

تم میرا چہرہ کیوں دیکھ رہے ہو کال کرو نہ اس کو اس سے کہو گھر آئے، وہ چیخی تھی ۔

آپ آئے میرے ساتھ ہم ہاسپٹل چلتے، کھڑے ہوتے ساتھ اس نے منتہا کو بھی کھڑا کیا تھا

ک۔ کیا مطلب ہاسپٹل چلتے ہیں اور میں کیوں جاؤں ہاسپٹل وہاں ہمارا کوئی نہیں ہے، وہ زاویار سے ہاتھ چھڑوا کر دو قدم پیچھے ہوئی

آپی سمبھالیں خود کو خدا کے لیے ہاسپٹل چلیں میرے ساتھ،اس نے آگے بڑھتے منتہا کو گلے لگایا تھا،وہ اس حرکت سے مزید تیزی سے رونے لگی۔

زاویار احمر کو کچھ نہیں ہوا یہ خبر جھوٹی ہے میڈیا سچ نہیں بولتا ہے وہ بلکل ٹھیک تھا وہ ہاسپٹل کیسے کیسے جاسکتا ہے،زاویار سے زیادہ وہ خود کو جھوٹی تسلیاں دی رہی تھی

اللہ کرے یہ خبر غلط ہو میڈیا واقع ہی جھوٹ بول رہا ہو،اس کا سر سہلاتے وہ اس کے جھوٹ کا یقین کرنا چاہتا تھا

قدرت کے فیصلے انسان کی بے یقینی یا جھوٹی تسلیوں سے بدلے نہیں جاتے ۔۔

احمر کی ڈیڈ باڈی کو دیکھتے زاویار کے ذہن میں مسلسل اس کی آواز گونج رہی تھی۔

جب تمہارا کوئی عزیز مرے گا تب دیکھیں گے،وہ اس وقت زاویار کے گھر پر تھے ۔

زاویار تم کہو نہ اس سے جاب کرنی ہے نہ کرلے ہم ہم دونوں کچھ نہیں کہیں گئے جو دل کرتا ہے نہ کرلے بس ایک بار بات کرلے مجھ سے پلیز زاویار اس سے کہوں وہ تمہاری سن لے گا

،

اس نے میری کبھی نہیں سنی اب کیوں سنے گا وہ ہمیشہ اپنی کرتا ہے، خود کلامی ۔

تدفین کرنے بعد گھر میں طرف منتہا اور زاویار رہ گئے تھے وہ دونوں خاموش بیٹھے پتہ نہیں کن کن خیالات میں گم تھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رئیسہ ہادی کے ساتھ تھی جب اس کو احمر کی ڈیتھ کا پتہ چلا تھا وہ چند لمحے بے یقینی میں گزرے اس کے لیے حیران کن خبر اس حادثے سے ذوالفقار رضا کا منسلک ہونا تھا

کیا ہوا ہے، اس کا چہرہ دیکھتے ہادی نے سوال کیا

طلحہ ذوالفقار کی فیکٹری میں آگ لگ گئی،

اور ہمیشہ کی طرح خوش قسمتی سے ان کی فیملی کو کوئی نقصان نہیں ہوا ہو گا، اس کے لہجہ میں بیزاریت تھی

اور بد قسمتی سے پراسیکیوٹر زاویار کے بہنوئی کی ڈیتھ ہو گئی، نظریں اب بھی فون پر تھی

کیا اسے وہاں جانا چاہیے اس نے سوچا ۔

پر وہ وہاں جا کر کرے گی کیا، وہ سوچتے اپنی جگہ سے اٹھی

کہاں جا رہی ہو اچانک سے، ہادی اس کی طرف مڑا

کوئی کام یاد آ گیا ہے اچانک سے، بیگ لیتے وہ ریسٹورنٹ سے باہر جانے لگی

آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ زاویار کے گھر پہنچی تھی دروازے کے پاس کھڑے وہ بار بار بل بجاتے رک جاتی اس کے دماغ میں دانیال کی موت کا منظر چل رہا تھا اگر مجھے کسی نے منحوس کہا تو نہیں وہ نہیں جائے گی وہ واپس جاتے جاتے دوبارہ رکی نہیں یہاں مجھے کوئی نہیں جانتا ہے میں تو بس۔۔۔ میں کیا کہوں گی اندر جا کر وہاں سب مجھے عجیب نظروں سے دیکھیں گے اگر زاویار نے کہہ یہ تمہاری وجہ سے ہوا تو تو میں کیا جواب دوں گی اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو رہی تھی اس کے سر میں شدید درد شروع ہوئی وہ کہاں کی بات کہاں سے ملا رہی تھی اس کی سمجھ سے باہر تھا وہ دوبارہ جانے کے لیے مڑی گاڑی کی تیز روشنی کی وجہ سے وہ رک گئی اسے کچھ نظر نہیں آیا چند لمحوں کے لیے گاڑی سے نکلنے والی شخصیت نے اس کے قدموں کے ساتھ اس کی سانس بھی رک دی تھی۔

یہ ملاقات .بہت ہی خیر متوقع تھی وہ ذوالفقار رضا کی یہاں موجودگی کو تصور نہیں کر رہی تھی

غیر متوقع چیزیں کچھ لمحوں کے لیے انسان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفلوج کر دیتی ہیں

اس کی بھی ہو گئی تھی

وہ نظر انداز کرتی وہاں سے جانے لگی آواز پر اس کے قدم تھمے تھے۔

آپ کراچی سے ہیں،ذوالفقار رضا نے اس کو دیکھتے سوال کیا

نہیں کسی اور سیارے کی مخلوق ہوں،

لگتا آپ کے بہت گہرے تعلق ہیں کراچی سے،اسے وہاں نہیں رکنا تھا اس نے جانا تھا وہ

کیوں رک گئی۔

ہیں تو اور ان میں سے ایک کو آپ ملاقات کا شرف بخش چکی ہیں۔وہ مدھم سا مسکرائے۔

معذرت،مگر آپ کا تعلق ان سے لگتا نہیں ہے،اسے غصے آیا تھا ذوالفقار رضا کے

مسکرانے پر

حیواناتی اگر چہروں سے عیاں ہوتی تو دنیا کی آبادی نہ ہونے کے برابر ہوتی،بازو کمر پر باندھے وہ اس سے مخاطب تھے

تو کیا آپ بھی اس میں شمار ہوتے ہیں،وہ پتہ نہیں کیا سنا چاہتی تھی اس نے

اگر یہی سوال میں آپ سے کروں تو، آواز پہلے سے مدھم ہوئی تھی

شکاری کبھی جانوروں کو بتا کر حملہ نہیں کرتا ہے،ذوالفقار رضا کی آنکھوں میں دیکھتے جواب دیا

میری خواہش ہے ہماری ملاقات دوبارہ نہ ہو،وہ جانے کے لیے مڑے

انسان کی تمام خواہشات پوری ہونے کے لیے ایک زندگی نہ کافی ہے،وہ کہہ کر جانے لگی

دوبارہ پھر ذوالفقار رضا نے اس کو مخاطب کیا

کوشش کریں کے کراچی سے تعلق کم ہی رہے آپ کا ویسے بھی ملک کے حالات ٹھیک نہیں ہیں،وہ دھمکی نہیں تھی پر کچھ مختلف بھی نہیں تھا

آپ دھمکی دے رہے ہیں مجھے،وہ حیران ہوئی

میں دھمکی نہیں دیا کرتا لڑکی، قہقہہ بلند ہوا

اور میں دھمکیاں سیریس نہیں لیا کرتی،اس کا لہجہ سخت تھا

اچھا کرتی ہیں خدا حافظ،

خدا کرے اس کی گاڑی کا ایکسڈنٹ ہو جائے کل کا مرتا یہ آج مرے، صرف سوچا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆

ذوالفقار رضا رئیسہ کے جانے کے بعد زاویار کے گھر گیا اسے وہاں کوئی شخص نظر نہیں آیا

لاؤنج میں پہنچ کر اس کو زاویار اور منتہا کسی گہری سوچ میں ملے

اسلام وعلیکم،اس کی آواز پر وہ دونوں متوجہ ہوئے

اس کو دیکھتے زاویار غصے سے اس کی طرف مارنے کے لیے بڑھا وہ اگر بے اختیار پیچھے نہ ہٹتے

تو یقیناً وہ زخمی ہو جاتے

زاویار کیا بد تمیزی ہے، منتہا تیزی سے زاویار کی طرف بڑی

کافی عقل مند ہے تمہاری بہن بڑی ہے نہ، سائیڈ سے نکل کر وہ صوفے پر بیٹھ گئے

نکل جاؤ تم ہمارے گھر، غصے سے اس کی آواز بلند ہوئی

بیٹھ جائے وکیل صاحب غصہ معملات کو خراب کر دیتا ہے،وہ ایسے بیٹھے تھے جیسے وہ بہت

عزیز مہمان ہوں

ہمیں تم سے کوئی معملات نہیں کرنے سمجھے تم،

زاویار آرام سے بیٹھ کر بات ہو سکتی،منتہا ابھی بھی اس کو پکڑے ہوئے تھی

پر مجھے بات نہیں کرنی ہے،وہ پھر چیخا

آپ میری بات سنے مسز احمر آپ مجھ سے بہتر جانتی ہیں عدالت جا کر آپ کو کچھ نہیں ملے گا

مرضی کا فیصلہ بھی نہیں آپ مجھ سے معملات سیٹ کرلے خواری سے بچ جائے گے،منتہا کی

طرف دیکھتے بات شروع کی

آپ چلے جائے یہاں سے،وہ بہت ضبط سے بولی

آپ عقلمندی سے فیصلہ لینے کی ضرورت ہے اس سے پہلے کے نقصان نہ قابلِ تلافی ہو

جائے،بنا بات سنے اپنی بات جاری رکھی

آپ ہمارے گھر سے چلیں جائے ہمیں کچھ نہیں چاہیے،وہ بحث نہیں کر سکتی تھی

میں سمجھتا ہوں آپ کا نقصان بہت زیادہ ہے پر آپ پھر بھی میرے مشورے پر عمل کرنے کا سوچنا ابھی کے لیے خدا حافظ پر یہ اوفر آپ کے کیس فائل کرنے سے پہلے تک ہے، اپنی سنا کر وہ وہاں سے چلے گئے

اس کو میں جان سے مار دوں گا میں کیس کروں گا اس پر اور اس کے بیٹے پر جتنی تکلیف اس نے ہمیں دی ہے اس سے کہیں زیادہ دوں گا میں اس کو، وہ منتہا کو اپنا فیصلہ سنا رہا تھا باہر جاتے ذوالفقار رضا نے یہ الفاظ سن کر ان سنے کر دیے

تم کوئی بدلہ نہیں لو گے نہ کیس کرو گے سمجھے تم، یہ وارننگ تھی

آپی آپ کو ہو کیا گیا ہے، آواز کم اب بھی نہیں تھی

مجھے کیا ہو گیا تمہیں کیا ہو گیا کس راستے پہ جا رہے ہو تم، اس کی آواز بلند ہوئی

میں جس بھی راستے جا رہا ہو آپ نہیں سمجھ سکتی، وہ سر پکڑ کر صوفے پر بیٹھ گیا

میں نہیں سمجھ سکتی ہوں میرا شوہر تھا جس کو تم دفنا کر آئے ہو، اس کے برابر بیٹھتے غصے سے کہہ

تو آپ کیوں روکنے کی کوشش کر رہی ہیں مجھے، عجیب بے بسی تھی اس کی آواز میں

کیونکہ تم جو کر رہے ہو وہ غلط ہے، اس کی حال دیکھتے وہ نرمی سے مخاطب ہوئی

اور میرے ساتھ جو ہوا وہ ظلم ہے، اس کی آواز بہت مدھم تھی اتنی کہ اگر منتہا اس کی متوجہ نہ ہوتی تو شاید وہ سن نہ پاتی

تمہاری پرورش ماں باپ کے بنا نہیں ہوئی تمہارے کسی چچا نے تمہارے خلاف سازش نہیں کی تم جس پیغمبر کے پیروکار ہو انھوں نے کبھی بدلہ لینے کا درس نہیں دیا، وہ زاویار کا ہاتھ سہلانے لگی

آپی آپ بات کو کسی اور طرف لے جا رہی ہیں یہ معاملہ الگ، منتہا نے اس کی بات پوری نہیں ہونے دی

تمہیں واقعی لگتا ہے یہ معاملہ الگ ہے تم جس چیز کو الگ بات کہہ رہے ہو ان نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہدایت میں طرف یہ دنیا قائم رہ سکتی ہے، اس کی آواز تیز تھی

بے شک ہے پر میں معاف ہرگز نہیں کر سکتا، اسے ذوالفقار رضا کا سکون دہ چہرہ یاد آیا

جس پروردگار کی تم عبادت کرتے ہو نہ اس کی صفت میں شامل ہے معاف کرنا،ایک اور

کوشش

مجھ میں حوصلہ نہیں ہے قتل معاف کرنے کا،وہ کیوں ہے اتنا ضدی

تمہیں نہیں لگتا یہ دنیا ریوائن موڈ میں چلنے لگی ہے جس جہالت کو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے

ختم کیا تم جیسے لوگ اس کو دوبارہ شروع کر رہے ہو تمہاری زندگی کے اعمال آخرت تک

ساتھ جائے گے اور اگر تم سے سوال کیا جائے آخرت میں کہ جب آخری خطبہ میں قتل

معاف کرنے کا حکم تھا تو تمہاری اتنی اوقات ہے کہ تم اس ہستی کی نافرمانی کر سکو،

پر ایک انسان یہ سب نہیں بدل سکتا تو میں کیوں خود کو بدل لوں،وہ ہر کوشش سے اس

کو روکنا چاہتی تھی اس میں زاویار کو کھونے کا حوصلہ نہیں تھا

جب ایک مچھلی پورا تالاب گندہ کر سکتی ہے تو ایک انسان یہ سب کیوں نہیں بدل سکتا اور

تمہیں کس نے کہا کسی اور کی طرف دیکھنے کو تم اپنی قبر میں اکیلے جاؤ گئے زاویار،اس کی

آنکھیں نم ہوئی

پر آپی۔۔۔

پتا ہے یہ مسئلہ تمہارے ساتھ نہیں ہے اس قوم کے ساتھ ہے یہاں ہیرو صرف تب تک ہے جب تک وہ کسی سے بدلہ لے کس کو مار نہ دے اس قوم کے میڈیا نے ہیرو کا مطلب بدل دیا اور اگر تمہیں لگتا ہے تم یہ سب کر کے ہیرو بن جاؤ گے تو معذرت کے ساتھ تم میں اور جیل میں بیٹھے ان سائیکو کلرز میں ذرا سا فرق نہیں ہے، اب اسے غصے آیا تھا اس پر۔

میں قاتل نہیں ہوں، وہ ایک دم بھڑک کر بولا

قتل قتل ہوتا ہے زاویار ایک کا ہو یا ہزار کا،

پر میں کسی کا قاتل نہیں کیا ہے، احتجاج کیا

جب تمہاری سوچ زہریلی ہے تو تمہارے اعمال بھی ویسے ہی ہوں گے۔

ٹاکسکنیس سیکنڈ فارم ہے پوسیسفنیس کی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پنجاب اسمبلی، لاہور

رئیسہ پنجاب اسمبلی کے ہال میں ہادی کے پاس موجود تھی وہاں اس وقت بہت سے اعلیٰ عہدے دار موجود تھے۔

یہ تقریب حدید اقبال کے الیکشن جیتنے کے بعد حلف برداری کی تھی ہادی سفید شلوار قمیض میں ملبوس تھا ہمیشہ کے مقابل رئیسہ کے بال آج کھلے تھے وہ سرمئی رنگ کا کُرتے پہنے ہوئے تھی سٹالر ہمیشہ کی طرح گلے میں موجود تھا فلیٹ جوتے کی بجائے بلیک ہیلز پہنے وہ آج بالکل مختلف لگی رہی تھی اور اس کے مطابق پیاری تو وہ تھی ہی۔

ویسے تمہیں نہیں لگتا تم اس عہدے پر بہت آسانی سے پہنچ گئے ہو مطلب اتنا پرفیکٹ، یہاں وہاں دیکھتے اس نے اپنی حیرانی ظاہر کی۔

مجھے ایسا نہیں لگتا، وہ خوش تھا تخت کس کو اداس کرتے ہیں بھلا۔

ہنہ اب پلیز مجھے اپنی اسٹرگل سٹوری نہ بتانا مجھے ذرا دلچسپی نہیں ہے، آنکھیں گھمائیں

ایک منٹ اس کو یہاں تم نے بلایا ہے، رئیسہ کی نظر ہال میں موجود طلحہ ذوالفقار پر گئی اور وہ ان کی طرف ہی آرہا تھا

میں کیوں بلاؤں گا اس کو یہاں، وہ تقریب اس کی تھی پر وہاں اس کے مطابق کچھ نہیں ہو رہا تھا

میری بات مانو ابھی بھی وقت ہے مکر جاؤ حلف برداری سے کیونکہ تمہاری تو اس صوبہ میں کوئی نہیں سننے والا، لہجہ سخت تھا پر وہ آواز بلند نہیں کر سکتی تھی

اسلام و علیکم، طلحہ نے قریب آتے سلام کیا وہ بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس تھا

و علیکم السلام، چہرے کے ساتھ لہجہ بھی بدلا ہا دی وہاں سے جا چکا تھا

کیسی ہیں آپ وکیل صاحبہ، وہ پوری طرح سے اس کی طرف متوجہ تھا

اور یہ میں آپ کو کیوں بتاؤں، یہ فرض تھا اس پر کہ وہ کبھی اس کو سیدھا جواب نہیں دے گی

اچھا مت بتائیں مگر یہ تو بتا دیں کہ آپ میرا کیس لیں گی، وہ مسکرایا

سارا لاہور چھوڑ کر تمہیں ایک میں ہی وکیل نظر کیوں آتی ہوں، اس کے تاثرات اور بگڑے

اور یہ میں آپ کو کیوں بتاؤں، جواب پر وہ خود ہی مسکرادیا

مجھے دلچسپی بھی نہیں ہے جاننے میں اور میری معلومات کے مطابق تم پر تو ابھی کوئی کیس

نہیں ہے، اسے ہادی پر غصہ آیا وہ کیوں چلا گیا یہاں سے

ہے نہیں پر لگتا ہے کوئی کرے گا بہت جلدی، وہ ہال میں موجود دوسرے لوگوں کو دیکھنے

لگا

اور کون کرے گا، اتنی معصوم تو وہ تھی نہیں

پراسیکیوٹر زاویار ملک،

ہو سکتا ہے انہوں نے نہ کرنا ہو، آخر یہ حکومتیں ہر کام دیر سے کیوں کرتی ہیں اس نے

سوچا

وہ لازمی کرے گا وہ بہت ٹیڑھی ہڈی ہے کیس کیے بنا اس کا گزارا نہیں، لاپرواانداز

مائنڈ یور لینگ مسٹر، اب اسے طلحہ اور زیادہ برا لگا تھا

طلحہ کے جواب دینے سے پہلے ہادی نے رئیسہ کو مخاطب کیا

آجاؤ جگہ پر تقریب شروع ہونے والی ہے، کہہ کر وہ فوراً وہاں سے چلا گیا

پہلی رو میں موجود تین چیئرز خالی تھی اور تیسری حدید اقبال خود نہیں جانتا تھا کس کی ہے وہ سٹیج پر موجود گورنر پنجاب کے پیچھے اپنے الفاظ دہرانے لگا اچانک اس کی نظر سٹیج کی طرف آتے ہوئے صدیق رضا پر گئی جو سفید کُرتا شلوار میں تھے

چند لمحوں کے لیے وہ بھول گیا کہ اسے کیا الفاظ ادا کرنے تھے

صدیق رضا رئیسہ کے ساتھ موجود چیئر پر آکر بیٹھ چکے تھے ان دونوں کی گردنیں ایک ساتھ مڑی تھی وہاں اس شخص کی موجودگی ان تینوں کے لیے غیر متوقع تھی وہ خالی جگہ پُر ہو گئی تھی

سیاہ، سفید اور سرمئی ایک ساتھ ایک جگہ پر موجود تھے

تقریب کے ختم ہونے سے پہلے طلحہ اور صدیق رضا وہاں سے جا چکے تھے رئیسہ وہاں اکیلی تھی

ہادی کے فری ہونے کے بعد ہادی رئیسہ کی طرف آیا تھا

کہاں گئے یہ دونوں، وہ یہاں وہاں انہیں تلاش کر رہا تھا

مجھے کیا پتہ وہ کافی دیر کے چلے گئے،وہ دونوں باہر کی طرف بڑے

تم نے آنے کو کہہ تھا صدیق رضا کو۔۔؟؟،وہ پارکنگ کی طرف جا رہے تھے

میں تو رسمن کہا تھا مجھے تھوڑی نہ پتہ تھا وہ واقعی یہاں آجائے گے،وہ الجھا ہوا تھا

رئیسہ نے دونوں ہاتھوں کی پانچویں انگلیاں اس کے چہرے کی طرف کی

طلحہ ذوالفقار اور صدیق رضا پارکنگ میں موجود تھے ان کو دیکھتے وہ ان کی طرف متوجہ

ہوئے قریب پہنچ کر ہادی نے بات شروع کی

آپ یہاں لاہور اچانک سے،وہ مجبوراً ہنسا

ہہم آپ کراچی آسکتے ہیں تو ہم لاہور کیوں نہیں آسکتے ہم دیکھنے آئے ہیں لاہور میں آخر

ہے کیا، تفصیل سے جواب دیا

ہاں دیکھنے والی چیز ہے سب ہی دیکھ سکتے ہیں، جواب رئیسہ نے دیا تھا

مجھے آپ سے کام تھا حدید اقبال بلکہ یوں کہہ کچھ چاہیے تھا،پارکنگ ایریا میں لوگوں کی

موجودگی نہ ہونے کے برابر تھی

جی۔جی کہیں آپ کو کیا چاہیے تھا،وہ کہنا چاہتا تھا پہلے تو آپ نے منع کر دیا تھا نہ

صدیق رضا نے گاڑی کے پاس موجود گارڈ کو اشارہ کیا وہ اشارے سے حرکت میں آیا تھا اس

کے ہاتھ میں گن تھی جو اس نے صدیق رضا کو دی اور صدیق رضا نے حدید اقبال کو

ییں میں اس کا کیا کروں گا،وہ حیران تھا

طلحہ ذوالفقار کو شوٹ کروں گے،یہ سوال نہیں حکم تھا

وہاں موجود ان تینوں کے تاثرات ناقابل بیان تھے اور ہادی کے کچھ زیادہ ہی

ہادی نے ہاتھ میں موجود گن کو دیکھا اور پھر طلحہ ذوالفقار کی طرف اس لگا اس کا ہاتھ کانپ رہا

ہے پر وہ یہی تو چاہتا تھا نہ

رئیسہ خاموش تماشائی بنی ہوئی تھی یا وہ اس صورت کو انجوائے کر رہی تھی کہنا بہتر تھا

یہ پاکستان ہے حدید اقبال یہاں حکومتیں بدلنا سب سے آسان کام ہے،یہ یقیناً دھمکی ہی تھی

طلحہ ذوالفقار ایسے تھا جیسے وہاں مضمون گفتگو کوئی اور شخصیت ہو اسے یقین تھا حدید اقبال کچھ

نہیں کر سکتا جو اپنے باپ کے مرنے پر کچھ نہیں کر پایا وہ اب کیا کرے گا

ہادی نے بہت سوچنے کے بعد گن کا رُخ طلحہ کی طرف کیا اب طلحہ ذوالفقار کے تاثرات بدلے یہ وہ بھول گیا تھا کہ۔۔۔۔

بخت اور تخت انسان سے کچھ بھی کرانے کی صلاحیت رکھتے ہیں ۔

رئیسہ کے چہرے پر مدھم مسکراہٹ تھی۔

خاموش پارکنگ ایریا میں گن کی آواز بلند ہوئی تھی پر حیران کی بات وہاں کوئی خون نہیں تھا کچھ نہیں بدلا تھا

وہ گن خالی تھی بے اختیار ہادی کا ہاتھ پہلو میں گرا اور طلحہ کا ہاتھ اپنے سینے پر گیا تھا نیک ہو یا گناہگار مرنا کسی کہ لیے آسان نہیں ہوتا

رئیسہ کا سارا موڈ خراب ہوا تھا صدیق رضا مسکرائے تھے اور گن ہادی سے واپس لے کر گاڈر کو دی

امتحان تھا برخوردار کیونکہ کھوٹے سکے میں نے کبھی نہیں رکھے پھر چاہے وہ میرا بھائی ہی کیوں نہ ہو،ہادی کے کندھا پر ہاتھ رکھنے کے بعد وہ وہاں سے چلے گئے

چلو کہ اب تم نے اس سے گولی کھانی ہے،ہادی کو وہاں کھڑا دیکھتے رئیسہ نے اس کو وہاں

سے دھکیلا تھا۔

طلحہ کی نظریں بے یقینی سے ان کو جاتے دیکھ رہی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور ہائیکورٹ،

رئیسہ جس وقت کورٹ پہنچی اس وقت ظہر کی نماز کا وقت تھا وہ پراسیکیوٹر کے آفس میں

جانے کی بجائے ساری کورٹ کی خبریں سن کر پراسیکیوٹر کے آفس کی طرف گئی وہ اندھا

دھند بنا دستک دیے اندر داخل ہوتے ہوئے رک گئی **زاویار نماز پڑھ رہا تھا** وہ خاموشی سے

وہاں کرسی پر بیٹھ کر زاویار کو دیکھنے لگی

سب کے مسئلہ حل کرنے شخص اپنے مسئلے کے حال کیلئے خالق کے پاس جایا کرتا تھا

نماز مکمل کرنے کے بعد وہ رئیسہ کی طرف متوجہ ہوا

کیسی ہیں،مدھم آواز

ٹھیک آپ کیسے ہیں سوری میں آپ کے گھر نہیں آسکی، احمر کی وفات کو ایک ہفتہ ہو چکا تھا

کوئی بات نہیں ابھی کیا کرنا، وہ فائل یہاں وہاں کرنے لگا

میں نے سنا ہے آپ طلحہ ذوالفقار پر کیس کر رہے ہیں،

ہاں کر رہا ہوں، مختصر جواب

آپ کو کیس طلحہ ذوالفقار پر نہیں شاید ذوالفقار رضا پر کرنا چاہیے، مشورہ پیش کیا

ذوالفقار رضا پر کیوں، وہ حیران ہوا

کیونکہ اس فیکٹری کے لیگل اور اللیگل سارے معاملات ذوالفقار رضا سے ریلیٹڈ ہے، بات درست تھی

پر اس حادثے کے وقت وہاں کا اونر طلحہ ذوالفقار تھا، وہ اس شخص کو نہیں بخشے گا

آپ کو نہیں لگتا آپ یہ کیس ہار جاؤ گے پراسیکیوٹر، بے مقصد بات کہی

پر کیوں، وہ اس کی طرف متوجہ ہوا

کیونکہ اتنے پاکستان نے وزیراعظم نہیں بدلے ہوں گے جتنے طلحہ ذوالفقار وکیل بدل لے گا

اپنے کیس پر، اسے زاویار کچھ زیادہ ہی پرسکون لگا

تو جب پاکستان کا اتنے وزیراعظم بدلنے سے کچھ نہیں ہوا تو طلحہ کے کیس کا بھی کچھ نہیں ہو

گا،وہ کچھ زیادہ ہی لاپرواتھا

ہمم بات تو سہی ہے ویسے،وہ اس جملے سے متاثر ہوئی

کیا میں اندر آسکتا ہوں، آواز طلحہ کی تھی

مجھے پتہ ہے میں آسکتا ہوں شکریہ،دو منٹ جواب نہ ملنے پر وہ خود اندر داخل ہوا

یہاں آنے کا مقصد،زاویار کا لہجہ سخت ہوا

نوٹس لینے آیا ہوں، عجیب انسان ہے

کون سا نوٹس،زاویار کے ماتھے پر بل پڑے

جو کیس تم نے کرنا ہے مجھے پر اس کا نوٹس گھر بھیجنے میں وقت ضائع ہو گا اس لیے میں خود

ہی آ گیا،وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رئیسہ اس کے آنے سے سائیڈ پر کھڑی ہو گئی تھی اس کا گفتگو میں بھلا کیا کام۔

تم دونوں باپ بیٹا نہیں ہو کیا ایک نوٹس لینے کے لیے مرا جا رہا اور دوسرے کو سیٹلمنٹ کرنی ہے، لہجہ پہلے سے سخت تھا

ہاں انہیں تو میں کافی بار کہہ ہے ڈی این اے کے لیے پر وہ راضی نہیں ہوتے، وہ ہنس دیا

جاؤ یہاں سے تم، اس کی آواز بلند تھی

کول ڈاؤن ملک صاحب میں ایسا بھی کچھ نہیں کہہ غصہ مجھے ہونا چاہیے تھا آپ کیوں ہو گئے، ہنسے ہوئے وہ اٹھ کر چلا گیا

یہ فائل سیشن جج کو دے آنا، زاویار نے طلحہ کے جانے کے بعد فائل رئیسہ کو دی

جی ٹھیک ہے، سوال کا ارادہ ترک کیے وہ فائل لے کر چلی گئی

معذرت محترمہ راستہ روکنے کے لیے کیا آپ میرا کیس لے گئی، وہ اچانک نہ رکتی تو یقیناً طلحہ سے ٹکرا جاتی

حکم دے رہے ہو، وہ پھر سے شروع ہو گیا

وہ چہرہ جھکا کر مسکرایا مرد عورتوں پر حکم نہیں چلتے ہیں

اگر میں انکار کروں تو،وہ اب فاصلے پر تھی

آپ کے انکار کا احترام کیا جائے گا خوشگوار لہجہ

تو احترام کریں کس نے منع کیا ہے،وہ جواب دے کر سائیڈ سے نکل گئی

پر جواب تو دے دیں،وہ اس کی طرف مڑا

احترام کے ساتھ انتظار بھی کریں،دور ہونے کی وجہ سے آواز بلند تھی

اوکے،وہ مسکرایا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیلیفورنیا،امریکہ

یونیورسٹی آف کیلیفورنیا میں سالانہ تقریب منعقد تھی رات کے اندھیرے میں بھی

یونیورسٹی دن کا منظر پیش کر رہی تھی ہر طرف لوگ ہی لوگ موجود تھے ہاتھوں میں مختلف

مشروبات کے گلاس مختلف ملبوسات پہنے دنیا کی رونق میں مزید خوبصورتی پیدا کرتے ہر

شخص کے لباس کا رنگ بلیک یا وائٹ تھا کھانے کی ٹیبل سے دور وہ شخص بہت دلچسپی سے سامنے کا منظر دیکھ رہا تھا

کیا دیکھ رہے ہو، لڑکی کی آواز کانوں میں پڑتے وہ اس کی طرف متوجہ ہوا

کچھ خاص نہیں، اس کی نظریں اب بھی وہی تھی

یہ لوسٹوری بھی آخر میں بے یقینی پر آکر ختم ہو جائے گئی، لڑکی کے لہجہ میں بیزاریت تھی

نہیں یہ نصیب پر آکر ختم ہو گی، مضمون گفتگو دور کھڑے طلحہ اور کیلین تھے

کیلین بلیک لانگ کُرتی اور ٹراؤزر پہنے طلحہ کے ہاتھ میں موجود پلیٹ سے کھانا کھانے میں مصروف تھی دوپٹہ کے بار بار الجھنے کی وجہ سے وہ طلحہ کے پاس موجود تھا وہ بلیک کلر کے فارمل ڈریس میں تھا اس کے ایک ہاتھ میں کھانے کی پلیٹ تھی اور دوسرے ہاتھ میں کیلین کا بیگ اور دوپٹہ تھا وہ بہت فرصت سے اس کی بے مطلب گفتگو سن رہا تھا یقیناً اس نے چار سالوں میں کبھی کوئی پروفیسر کو نہیں سنا ہو گا

تمہیں کیوں لگتا ہے ایسا ہو گا ہو سکتا وہ آخر میں کہہ دے مجھے تم پر اعتبار نہیں، اس کی نظریں بھی ان پر تھی

وہ ایسا نہیں کہہ سکتا اگر وہ لڑکی اس کے سامنے قتل بھی کر دے اور کہے کہ میں یہ سب نہیں کیا تو ساری دنیا کی ساری گواہی اور دلیلیں بھی پیش کر دی جائے نہ تو طلحہ ذوالفقار تب بھی اس کی زبان پر یقین کرے گا، جیک نے گہری سانس لے کر نظریں کا رُخ بدلا

تم واقعی میری لکھی بک پڑھو گے نہ طلحہ، باتوں کے درمیان اسے پھر اپنی نہ لکھی ہوئی بک کا خیال آیا

اتنی بے اعتباری تو نہ کرے نہ اب خصور، وہ چہرہ جھکا کر ہنس دیا

مجھے تو شک ہو گا نہ بھئی ایسی باتیں کرو گے تو ویسے تمہارے پاس تو سب ہے نہ تمہیں کیا ضرورت ہے کس کی بک پڑھنے کی یا اس کو یاد رکھنے کی، کھانا ختم کرتے وہ لاپرواہی سے بولی

Clubb of Quality Content

وہ اس کی طرف ہلکا سا جھکا بے شک مجھے زندگی نے ہر اس چیز سے نوازا ہے جو کسی بھی انسان کی ضرورت یا خواہش ہو سکتی ہے میں خدا کے سوا آج تک کسی کے سامنے سر نہیں جھکایا پر خدا کی قسم اگر تماری ذات پر بات آئی نہ تو طلحہ ذوالفقار مٹی ہونے کے لیے بھی تیار ہے، اس کا لہجہ اور اس کی آنکھوں نے کیلین کی دنیا ساکن کر دی

چلیں چلتے ہیں اب، وہ اس کی طرف دیکھنے کی بجائے یہاں وہاں دیکھنے لگی

چلیں، مسکراتے ہوئے اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا

طلحہ پارکنگ ایریا میں موجود اپنی گاڑی کی طرف بڑا کیلین کا دوپٹہ اور بیگ اب اس کے ہاتھ میں تھا گاڑی کے پاس پہنچنے سے پہلے اس کو کیلین کی آواز آئی

گاڑی رہنے دو چل کر چلتے ہیں، وہ اس کی باتوں کو اس کے اظہار کو کھلی ہوا میں محسوس کرنا چاہتی تھی اس کی آنکھوں کی چمک میں پہلے سے زیادہ اضافہ ہوا تھا

او کے چلیں، بنا سوچے سمجھے اس ہاں کہہ دیا

سڑک کے کنارے پر موجود فٹ پاتھ پر چہل قدمی کرتے ان کے درمیان مکمل خاموشی تھی طلحہ کے ہاتھ میں مزید ایک چیز کا اضافہ ہوا تھا اس کی ہیلز کا ہیلز کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ اس سے کندھے تک آ رہی تھی آہستہ آہستہ چلتے ہوئے وہ آسمان پر موجود چاند ستاروں کو دیکھنے میں مصروف تھی اور طلحہ اس کو دیکھنے میں

سنو، ایک لمحے کے لیے اس کو طرف دیکھنے کے بعد وہ دوبارہ آسمان کو دیکھنے لگی

سنیں خصور، آواز مدھم تھی

تمہیں چاند زیادہ پسند ہیں یا ستارے، اس نے طلحہ کو دیکھا

ان چاند ستاروں کو دلکشی سے دیکھتی ہوئی آنکھیں خصور، اس نے نظروں کا رخ نہیں بدلا تھا طلحہ ذوالفقار کے لیے صرف اس ذات اہم تھی باقی ساری دنیا کی حیثیت ثانوی تھی اس کی نظروں میں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور، پاکستان

ذوالفقار رضا بیل دینے کے بعد انتظار کرنے لگا وہ آج پھر سے زاویار کے گھر کے باہر موجود تھا عام دنوں کی طرح سفید شلوار قمیض اور ساتھ موجود چند گاڈر اسے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا جب دروازہ کھولا گیا

اسلام و علیکم مسز منتہا، دروازے پر دیکھتے سلام کیا

و علیکم السلام زاویار گھر پر نہیں ہے آپ جا سکتے ہیں، وہ دوبارہ دروازہ بند کرتی اس سے پہلے وہ بولے

مجھے آپ سے بات کرنی ہے زاویار کی طرف سے نوٹس ملا ہے ہمیں اور یقین کرے مجھ سے آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہو گا،

مرد عمر دراز ہو کر بھی عورت ذات کے لیے خطرہ ہی رہتے ہیں رضا صاحب، اس نے بات کرتے اندر آنے کا راستہ دیا

جیسا کہ میں نے آپ کو اس دن کہہ تھا میری اوفر آپ کے کیس کرنے سے پہلے تک کی ہے پر ایک بار اور سوچ لیں آپ، وہ دونوں لاؤنج میں بیٹھے تھے

ہمیں آپ سے کسی قسم کی سیٹلمنٹ نہیں کرنی ہے اور یہ آپ کو اس دن سے کہا گیا ہے،

منتہا کا لہجہ سخت نہیں تھا

عقل سے کام لیں جب میں نقصان برداشت کر سکتا ہوں تو آپ کیوں نہیں،وہ تھوڑا سخت ہوئے

آپ کے لیے یہ نقصان قابِل تلافی ہو گا ہمارے لیے نہیں ہے،

جب میں اپنے بیٹے پر کمپرومائز کر سکتا ہوں تو آپ اپنے شوہر پر کیوں نہیں کر سکتی ہیں،

ان کا اشارہ شاید طلحہ کی طرف تھا منتہا چند لمحوں کے لیے خاموش ہوئی

یہ آپ کی برداشت نہیں نااہلی ہے آپ اولاد پر کمپرومائز کر سکتے ہیں منتہا احمر نہیں کرے گئی نہ اولاد پر نہ شوہر پر،اس کی آواز میں سختی تھی

آپ کو یہ غلط فہمی ہے منتہا احمر کے آپ میرا مقابلہ کر سکتی ہیں،آگ دونوں طرف برابر تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کسی سے مقابلہ کرنے کے لیے اس کی حیثیت کا ہونا ضروری ہے میں واقعی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ میں آپ کے لیول تک گری ہوئی ہوں نہیں مسٹر ذوالفقار رضا، وہ نہ چاہتے ہوئے بھی غیر مناسب الفاظ استعمال کر رہی تھی

کیا تمہیں تمہارے مرے ہوئے شوہر کی حرکتیں پتہ ہیں بھی، طنز کیا

کیا آپ کو اپنی زندہ بیوی کی حرکتیں پتہ تھیں، طنز نہیں سوال تھا

وہ میرا پرسنل معاملہ ہے، ان کی آواز غصے سے بلند ہوئی

اور میرے شوہر کے معملات میرا پرسنل مسئلہ ہے دخل اندازی مت کریں، اس نے آواز بلند نہیں کی

بغیر شہرت اور پیسے کے جیت ناممکن ہے، آگاہی

کیا دنیا کو اس شہرت اور دولت کا پس منظر پتہ ہے، ذاتی حملہ تھا یہ

اور کیا ہے اس دولت اور شہرت کا پس منظر، لاعلمی تھی انداز میں

بہتر ہو گا نہ دوہرائیں آپ اس عمر میں بیوی کے ملٹیپل ریلیشنز اور آپ کی غیرت کے قصے اگر میڈیا دوبارہ بیان کرنے لگا تو موت کے ساتھ زندگی بھی مشکل ہو جائے گی آپ کی، اس نے پُرسکون انداز میں ٹیک لگائی

تم یہ بول رہی ہو تمہارا بھائی ابھی زندہ ہے، ادب لحاظ گیا سب بھاڑ میں

اور آپ کو شاید یہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ آپ کی ایک ناجائز اولاد ابھی بھی زندہ ہے، اگر طلحہ وہاں موجود ہوتا تو یقیناً کہتا ڈی این اے ٹیسٹ کروالیں اب تو

مائنڈ یور لینگویج، شدید غصے سے بولے تھے وہ

آپ جیسے سوال کریں گئے جواب بھی ویسا ہی ملے گا تو بہتر آپ چلے جائے یہاں سے، یقین کرنا مشکل تھا یہ وہی منتہا تھی جو زاویار کو لیکچر دے رہی تھی پر یہاں معاملہ شوہر کا نہیں بھائی تھا

احمر ٹھیک کہتا تھا منتہا زاویار سے زیادہ محبت کرتی ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رئیسہ رف سی حالت میں آج اپنے فلیٹ میں موجود تھی بیڈ پر لیٹے وہ لیپ ٹاپ پر دلچسپی

سے کوئی سیریز دیکھا رہی تھی بیل کی آواز پر وہ شدید بدمزہ ہوئی اٹھ کر دیکھنے کی بجائے وہ

دوبارہ سے سکرین کی طرف متوجہ ہو گئی بیل کی آواز دوبار آئی اس نے غصے سے دروازے کی

طرف دیکھ

خود ی چلا جائے گا جو بھی ہو گا اب تیسری بار بل بجی اور مسلسل بجاتی ہی رہی دوسری طرف

موجود شخص اس سے زیادہ ڈھیٹ مٹی کا تھا بالآخر ہار مانتے ہوئے وہ بستر سے اٹھ گئی

دروازے کھولنے کر دیکھنے پر اسے وہاں کوئی شخص نظر نہیں آیا تھا ایک مرتبہ پھر دیکھنے پر

اس کی نظر اپنے پاؤں کے نیچے موجود کاغذ پر گئی

یہ وہ کارڈ تھا جو اس کو ہمیشہ ملتا کرتا تھا اس کو دیکھتے وہ شدید غصے سے چیخنے کے بعد پوری

شدت سے دروازہ مارتے ہوئے اس نے وہ کارڈ اٹھایا

اس کی ذاتی وراثت میں ایک اور کاغذ کا اضافہ ہوا تھا

کمرے میں آنے نے بعد کارڈ بیڈ کے پاس موجود سٹڈی ٹیبل پر پھینکا کچھ دیر بعد لیپ ٹاپ بند کرتے وہ تجسس کے مارے دوبارہ اس کارڈ کی طرف متوجہ ہوئی

No artist tolerates reality

کارڈ کے ایک کونے میں وہی پرانا پوسٹ آفس کا کوڈ درج تھا

آخر کون سا ایسا آٹھواں عجوبہ دریافت ہو گیا جس کو دیکھنا رئیسہ کے لیے بہت ضروری ہے منہ کی عجیب وغریب شکلیں بناتے اس نے پہلے سے موجود تینوں کارڈ ٹیبل پر رکھے اور ان کو دیکھنے لگی

کیا مسٹری ہو سکتی ہے ان کارڈ کی یہ دوسرا کارڈ جب مجھے ملا تب میں اپنے گھر تھی (اپنے گھر دانیال کے کمرے میں)

وہاں اس کے ساتھ ایک فائل بھی تھی وہ اپنے چیزیں دیکھنے لگی کھولے بال لوز شرٹ ٹراوزر پہنے وہ کرسی پر آلتی پالتی مارے بیٹھی کہانی حل کرنے کی کوشش کر رہی تھی

فائل ٹیبل پر رکھتے اس پر سے نامحسوس سی گرد صاف کی گہری سانس لے کر اس نے فائل کھولی

فائل کے پہلے پیج پر دانیال احمد لکھا تھا انگلش حرف میں وہ ایک مکمل انٹرویو کا خاکہ تھا مختلف سوالات اس پر درج تھے اور ہر ایک سوال کا مضمون گفتگو لیزا تھی (ذوالفقار رضا کی بیوی)

چاچو کو ایسی کیا دلچسپی تھی اس عورت میں کیا وہ بہت پیاری ہوگی سوچتے ہوئے اس نے لیپ ٹاپ بیڈ سے اٹھایا اور گوگل کرنے لگی

لیزا ذوالفقار کے نام سے وہاں بے شمار ویڈیوز اور آرٹیکل نظر آئے اسے کوفت ہوئی گوگل کبھی مطلب کا جواب ایک بار میں ہی کیوں نہیں دیتا

یوٹیوب پر ویڈیوز دیکھتے اور بیزار ہونے لگی ایک تو یہ یوٹیوبر اور ان کو دیکھنے والی فارغ عوام اللہ بخشے وہ بھول گئی تھی کہ اس وقت خود بھی وہ یہ کام کر رہی تھی

کچھ مطلب کا نہ ملنے پر اس نے دوبارہ گوگل کھولا الفاظ بدلنے کی وجہ سے وہاں رزلٹ بھی مختلف تھا ذوالفقار رضا کے انٹرویو اور نیوز چند منٹ پر مشتمل ویڈیوز تھی اینکر کے سوال پر وہ چند لمحے حیران رہ گئی

کیا آپ کو کسی پر شک ہے کہ آپ کی وائف کے مسنگ ہونے میں کس کا ہاتھ ہے اینکر نے ذوالفقار رضا سے سوال کیا

جی ہمارے گھر میں موجود کام کرنے والی کا لہجہ اور انداز آج بھی نہیں بدلا اس شخص کا مگر ایک معمولی سی نوکرانی یہ کیسے کر سکتی ہے اور وہ اس وقت خود کہاں ہے سوال اینکر نے نہیں رئیسہ کے دماغ نے کیا تھا سکرین اوف کرتے وہ دانیال کی فائل کی طرف متوجہ ہوئی

اتنی مشہور شخصیت کی بیوی اور اتنی دیر سے مسنگ پرسن میں شمار اور اس سب میں ایک معمولی نوکرانی اور دس سالوں سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملا کہ وہ کہاں گئی وہ جیسے جیسے سوچتی گئی اس کی دلچسپی بڑھتی گئی

کیا طلحہ نے اپنی ماں کو تلاش کیا ہو گا..؟؟ ظاہر سی بات ہے کیا ہی ہو گا

کیا مجھے کراچی جانا پڑے گا، کارڈ کو دیکھتے اس نے سوچا نہیں میرے باپ نے میرے نام

کون سا شوگر ملز کی ہیں جو میں روز روز کراچی جاؤ

کیا ہادی کو یہ سب پتہ ہو گا ارے نہیں وہ ان سب میں کبھی نہیں الجھے گا خود ہی اپنے خیال

کی منفی کی

کیا مجھے طلحہ والا کیس لینا چاہیے، پر اسیکیوٹر سچے ہیں یا طلحہ ذوالفقار ظاہر ہے پر اسیکیوٹر ہی ہو

گئے طلحہ سے تو یہ امید نہیں، کھولی فائل ایک طرف رکھے وہ اپنے خیالات میں گم تھی

احمر کی بیوی اس کو سب پتہ ہو سکتا آخری کون سی ایسی بیوی ہے جس کو اپنے شوہر کے

کالے کرتوت نہ پتہ ہوں

پر اگر اُس کو سب پتہ ہوا تو مطلب زاویار کو بھی پتہ ہو گا پر اگر ان کو پتہ ہوتا تو وہ طلحہ کے

خلاف کیس کیوں کرتے آخر یہ سب اتنا اُلجھتا کیوں جا رہا ہے، تنگ آ کر اس نے اپنا سر ٹیبل

پر رکھا آج کے لیے اتنا کافی ہے

Clubb of Quality Content

لیکن ایک منٹ وہ ایک دم سے بولتے اٹھی ہو سکتا ہے اس پوسٹ آفس میں میرے نام پر کوئی چیز آئی ہو، بولتے ساتھ وہ کراچی میں موجود پوسٹ آفس کا نمبر تلاش کرنے لگی تھوڑی محنت کے بعد اس کو وہ نمبر مل گیا

تین سے چار مرتبہ کال کرنے کے بعد اس کی سنی گئی کال اٹینڈ کر لی گئی تھی

اسلام و علیکم، اس کا انداز تیز تھا کہ وہ کال نہ کاٹ دے

و علیکم السلام کہیں کیا کام ہے، دوسری طرف موجود شخص کا لہجہ بہت بیزاری والا تھا

وہ مجھے یہ معلوم کرنا تھا میرے نام رئیسہ ارسلان احمد کے نام پر کوئی پارسل آیا ہے آپ کے پاس، دوسری طرف لمبی خاموشی تھی

ہیلو، رئیسہ نے موجودگی چیک کی

جی آپ نے نام ایک خط ہے آپ کے موجودہ پتے پر پہنچ جائے گا، وہ فون بند کرتا اس سے پہلے رئیسہ دوبارہ بولی

پر میں کراچی نہیں لاہور ہوں،

Clubb of Quality Content!

تو یہ آپ کا مسئلہ ہے بی بی ہمارا نہیں،وہ شخص اپنی نوکری سے کچھ زیادہ ہی تنگ تھا

تو آپ اسے لاہور بھیج سکتے ہیں یا ایسا کریں مجھے کھول کر اس کو تصویر بھیج دیں،اسے اب اور تجسس ہونے لگا تھا

بی بی ہمارا دماغ خراب نہ کریں یہ اصولوں کے خلاف ہے اگر خط آپ تک نہیں جائے گا تو یہ ہمارا مسئلہ نہیں آپ کا ہے اگر یہ اتنا ہی ضروری ہے تو آپ خود کراچی آجائے،اپنی بات مکمل کرتے اس نے فون بند کر دیا

ہنہ آئے بڑے اصولوں کے خلاف ہے ویسے یہ ملک جیسے بہت اصولوں سے چل رہا ہے کراچی آجائیں آنے جانے کے پیسے تمہارا باپ دے گا نہ فون کو دیکھتے وہ اس کو سنانے میں مصروف تھی جو کب کا فون رکھ چکا تھا

میں تو نہیں جاؤ گی کراچی بھاڑ میں جائے خط اور اس کو دینے والا اب وہ سوئے گی بہت ہو گئی اوور تھنکنگ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وزیر اعلیٰ ہاؤس،لاہور

دس بجے کے قریب بلیک رولز رائس وزیر اعلی ہاؤس کے باہر موجود تھی اجازت لینے سے پہلے اس کی گاڑی دیکھتے گارڈز نے دروازہ کھولا تھا دوسرے سرکاری ہوتے دوران کی طرح اس گھر کے گارڈ بھی جانتے تھے کہ وہ گاڑی کس کی ہے

حدید اقبال لاؤنج میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا جب اس کو طلحہ ذوالفقار کے آنے کی اطلاع ملی بغیر کوئی تاثر ظاہر کیے اس نے آنے والے کی بات سنی تھی وہاں اس وقت چند ملزم اور ہادی کے علاوہ اب طلحہ کا اضافہ ہوا تھا

معذرت اجازت نہیں لی، لاؤنج میں داخل ہوتے وہ مسکرایا

اجازت لی ہوتی تو تم یہاں نہیں ہوتے، اس کی نظریں اب بھی نیوز پیپر پر تھی

معلوم تھا وزیر اعلیٰ صاحب پر دیکھیں میری قسمت تمہارے گھر کے دروازے میرے لیے بنا تمہاری اجازت کے کھولتے ہیں، وہ اتنا مُسکراتا کیوں ہے

ہمم آئیندہ نہیں ہو گا اور کوئی شکایت، وہ طلحہ کے مقابل سفید کُرتا شلوار میں ملبوس تھا

موجودہ حکومت سے کس کو شکایتیں نہیں ہوتی ہیں،

یہاں آنے کا مقصد، ملزم اس کے سامنے کھانے پینے کی چیزیں رکھ رہا تھا

اس دن تمہیں مبارک باد نہیں دی میں سوچا تحفہ اور مبارک آج دے آؤ، اس کا اشارہ حلف برادری کے دن کی طرف تھا

فضول میں تکلف کیا، اس کا اندازہ بہت سیریس تھا

میں اب تک حیران ہوں تم نے مجھے پر فائز کر کیسے دیا باپ کی باری یہ بہادری کہاں تھی، وہ دلچسپی سے آگے ہو کر بیٹھا

میری بزدلی اس دن میرے باپ کے ساتھ دفن ہو گئی تھی طلحہ ذوالفقار، سخت انداز

اگر اس گن میں گولی ہوتی تو، وہ کہتے ساتھ ہنسا

اگر اُس گن میں گولی ہوتی تو تم اس وقت قبر کے اندر ہوتے، اب وہ مسکرایا تھا

میری موت پھر تمہارا مقصد ہوا،

موت کسی کا مقصد نہیں ہوتی ہر کسی کا مقدر ہوتی ہے، کھانے کی چیزیں ویسی ہی رکھی تھی وہاں

اگر میں تمہیں ابھی یہاں مار دوں تو تم کیا کرو گے،

قدرت انسان کو صرف ایک چیز سکھاتی ہے زندہ رہنا ہر حال میں اور میں بھی وہی کروں گا

اور تمہاری غلط فہمی ہے کہ تم مجھے یہاں اس وقت مار سکتے ہو،وہ ہنس دیا

خوش فہمیوں کی دیواروں اتنی بلند نہیں کرو وزیر اعلیٰ تمہارے عہدے سے زیادہ میرا نام

چلتا ہے اس صوبہ میں،مغرور انداز

تمہارا نہیں تمہارے باپ کا،اس کی آواز تھوڑی بلند ہوئی

تو تم کیا کرو گے مارو گے میرے باپ کو،بولتے ہوئے وہ جانے کے لیے کھڑا ہوا

بلکہ تم کیا اس دنیا میں موجود کوئی بھی مرد ایسا نہیں ہے جو ذلفقار رضا کا قتل کر سکے وہ بھی

سر عام وہ چلتا ہوا ہادی کے قریب آیا

اس کے مقابل کھڑے ہوتے ہادی سر جھکا کر مسکرایا جیسے وہ محظوظ ہوا ہو اس کے جملے

سے

رئیسہ خوشگوار سے موڈ میں ہادی کے گھر آئی تھی

اب وہ کراچی اپنے پیسوں سے نہیں جا سکتی تو کیا حکومت کے ٹیکس کس کام آئے گئے،

طلحہ کے پاس سے گزارنے پر اس نے اُس کو مخاطب کیا

سنو تمہارا ذوالفقار رضا سے کیا تعلق ہے،غریبی کا اثر جیب کے ساتھ دماغ پر بھی ہوا تھا

بد قسمتی سے باپ لگتے ہیں میرے،اس کو آواز پر رکتے اس نے جواب دیا

ایسی بد قسمتی سے خدا ہر کسی کو نوازے،سرہ آہ بھرتے وہ اندر کو چلی گئی اور وہ اپنے راستے

کیسا لگ رہا ہے پھر تمہیں یہ پروٹوکول،بیٹھنے کی بجائے اس نے جہاں وہاں گھومتے ہادی

سے سوال کیا۔

کیا کام ہے،وہ اس کو دیکھنے لگا۔

بہت ہی کوئی بے مروت انسان ہو بندہ چائے پانی کا ہی پوچھ لیتا ہے میں تم سے ملنے بھی تو

آسکتی ہوں نا،ضروری تھوڑی نہ مجھے کوئی کام ہو گا تو آؤں گی،اس کا موڈ پل میں خراب ہوا

پانی پینے تم آنہیں سکتی ہو چائے تمہیں پسند نہیں پھر کوئی کام ہوا نہ اس کے بعد،وہ دوبارہ

اپنی جگہ پر بیٹھا اور رئیسہ طلحہ کی جگہ پر

اچھا تو پھر سنو،سامنے موجود کھانے کی چیزیں اٹھائی

سسپنس کریئیٹ مت کرو رئیسہ،

مجھے کل دوبارہ سے کارڈ ملا تھا اور اس پہ کراچی کے پوسٹ آفس کا کوڈ تھا اور میں نے انہیں فون کر کے پوچھا کہ میرے لیے وہاں کوئی پارسل ہے تو انہوں نے مجھے بولا کہ آپ کے نام پر ایک خط آیا ہے تو تم یہ کرو کہ تم مجھے وہ خط کراچی سے لا کر دو، تیز تیز بولتے وہ خاموش ہوئی

میں لاہور سے کراچی جاؤں،وہ بھی ایک خط کے لیے،وہ حیران ہوا

ہاں تم لاہور سے کراچی جاؤ وہ بھی ایک خط کے لیے،وہ اس کے انداز میں بولی

اور تم خود کیوں نہیں جا سکتی،اس نے آنکھیں دیکھیں

کیونکہ میں کراچی نہیں جاؤں گی،اس نے ٹیک لگائی

زیادہ فلمی ڈائیلاگ مت مارو ہیروئن نہیں ہو تم کوئی،وہ بگڑا

میں ہیروئن ہو بھی نہیں سکتی کیونکہ میں ان سے کہیں زیادہ پیاری ہوں، کیا شاہانہ انداز تھا

ڈرامے مت کرو سیدھی طرح سے بتاؤ کیوں نہیں جانا ہے کراچی،

بھئی پیسے نہیں ہیں میرے پاس،وہ چیخی تھی

اور میرے پاس کہاں سے آئے پیسے، آواز مدھم تھی مگر لہجہ اس جیسا تھا

خدا کا خوف کرو اللہ کو جان دینی ہے اتنا پیسہ سنبھال کر تم نے فرشتوں کو رشوت دینی ہے،

وہ غصہ ہوئی

نہیں ابلیس کو،اس نے آنکھیں گھمائیں

تو پھر مجھے دے دو،اس نے فوراً کہا

تمہیں دینے سے اچھا ہے میں خود رکھ لوں،اس نے سکون سے ٹیک لگائی

وہ دونوں پیسوں کی خاطر انسان سے ابلیس بننے کو تیار تھے(استغفراللہ!!!)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زاویار آج چھٹی پر گھر میں موجود تھا۔منتہا کچن میں کام کرنے میں مصروف تھی اور مصطفیٰ ٹی وی غیر دلچسپی سے کوئی شو دیکھ رہا تھا زندگی پہلے جیسی نہیں پر آہستہ آہستہ معمول پر آرہی تھی۔

ذوالفقار رضا آیا تھا گھر، صوفے پر بیٹھتے منتہا نے زاویار کو آگاہ کیا

کب، اچانک اٹھتے حیرانی سے پوچھا ۔

جس دن تم نے کیس فائل کیا اس دن، وہ بے مقصد ٹی وی کو دیکھنے لگی

کیا کہہ رہا تھا، اس نے چہرے پر حیرانی اور پریشانی واضح تھی

وہی اس دن کی بات، سیٹلمنٹ، وہ اب بھی ٹی وی کو دیکھ رہی تھی

تو آپ نے کیا کہا، اسے مسلسل منتہا کا ٹی وی کی طرف دیکھنا کوفت میں مبتلا کر رہا تھا

تمہیں میں نے منع کیا تھا نا یہ کیس کرنے سے، اس کی بات نظر انداز کر دی

آپی آپ نے کیا جواب دیا، اس نے بھی منتہا کی بات سنی ان سنی کر دی

تم نے احمر کی باری بھی ضد کی تم اب بھی وہی کر رہے ہو، اس نے زاویار کی طرف دیکھا

نہ میں نے تب ضد کی تھی نہ میں اب ضد کر رہا، بات پوری ہونے سے پہلے وہ بولی

تم مرد ذات کا مسئلہ ہی یہی ہے کسی کی سنتی آتی ہی نہیں میں نے ایک نقصان برداشت کر لیا

میں دوسرا برداشت نہیں کر سکتی، وہ سمجھ نہ سکا اس کا اشارہ مصطفیٰ کی طرف تھا یا اس کی

طرف۔

میں وعدہ کرتا ہوں آپ کا مزید کوئی نقصان نہیں ہونے دوں گا، اس نے بے اختیار منتہا

کے ہاتھ پکڑے،

مجھے تمہارے وعدوں سے کوئی سروکار نہیں ہے اور نہ تمہارے قانون سے ہے، مصطفیٰ کی

وجہ سے اس کی آواز مدھم تھی

آپ میرا یقین کریں پلیز، وہ اپنی جگہ صحیح تھا

مت کرو زاویار جو سب کچھ تم کر رہے ہوں مت کرو، ورنہ کوئی نہ قابلِ تلافی نقصان کروا لو

گئے، اپنی بات کہہ کر وہ اٹھ کر چلی گئی۔

وہ کافی دیر سر ہاتھ میں دیے بیٹھا سوچ میں گم تھا مصطفیٰ کی آواز پر وہ اس کی طرف متوجہ ہوا

ماموں آپ ٹھیک ہیں، اس کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے اپنی طرف متوجہ کیا

جی میرا بیٹا میں ٹھیک ہوں،زاویار نے اس کو اپنی گود میں بٹھایا

ماما آپ سے ناراض ہیں کیا، سر اٹھا کر اس کو طرف دیکھا

نہیں وہ ناراض نہیں ہیں وہ بس پریشان ہیں ٹھیک ہو جائے گی آپ کا سکول کیسا جا رہا ہے،

اس نے گفتگو کا موضوع بدلنا چاہا

آپ بھی پریشان ہیں،اس نے لہجہ میں تشویش تھی

نہیں یہ سب پریشانی تو زندگی کا حصہ ہے،وہ مایوسی سے اس کے بالوں سے کھلنے لگا

کافی دیر بعد مصطفیٰ نے دوبارہ زاویار کو مخاطب کیا

ماموں اگر کوئی غلطی سے آپ کا نقصان کر دے تو اس کے ساتھ کیا کرنا چاہیے،اس کی آواز بہت مدھم تھی

اگر غلطی ہو تو معاف کر دینا چاہیے،وہ اب بھی اس کے بالوں میں مصروف تھا

اور اگر اس نے خود سے کیا تو،

تو۔۔ تو بھی معاف کر دینا چاہیے کیونکہ جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے وہ کسی نہ کسی طرح سے ہوا جاتا ہے، اس نے ایک نظر مصطفیٰ کو دیکھا

تو آپ ان انکل کو کیوں معاف نہیں کرتے جن انکل نے بابا کو ہرٹ کیا ہے، سوال غیر متوقع تھا اس کا بالوں میں چلتا ہاتھ رک گیا۔

نہیں ہم ان کو معاف نہیں کر سکتے ہیں، گود سے اتر کر اپنے برابر بٹھایا

کیوں، اس کی آنکھوں میں نہ سمجھی تھی

کیونکہ یہ کوئی بھی نہیں کرتا معاف، زاویار بے بس تھا

جب کوئی معاف نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کیوں کر دیتے ہیں، یہ الفاظ اس نے منتہا سے سنے تھے

کیونکہ۔۔۔ ،وہ لاجواب ہو گیا

مصطفیٰ کچھ دیر جواب کا انتظار کرتا رہا مسلسل خاموشی پر وہ وہاں سے اٹھا کر چلا گیا اس نے زاویار کی مشکل آسان کر دی تھی۔۔۔

معافی کا درس دینا جتنا آسان ہے اتنا ہی مشکل اس پر عمل کرنا ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور، پاکستان

آپ اندر نہیں جا سکتی ہیں، پروفیسر حماد کی سیکرٹری نے رئیسہ کو اندر جانے سے روکا ہے

کیوں اندر گھول میز کانفرنس چل رہی ہے، اس کے چہرے کے زاویے بگڑے تھے

جی کچھ دیر انتظار کریں پلیز، ساتھ موجود جگہ پر اشارہ کیا

اوکے، گہری سانس کے کر وہ اس جگہ بیٹھ گئی وہ آج کل گھر میں زیادہ رہنے لگی۔

اسے کورٹ جانے سے الجھن ہونے لگی تھی وہاں کچھ دلچسپ نہیں رہا تھا ایک وہی احمر نامہ ہر وقت اس کے کانوں میں گونجتا رہتا تھا۔

کورٹ میں اس کے علاوہ کوئی ہاٹ ٹاپک جیسے رہا ہی نہیں تھا کافی دیر انتظار کرنے کے بعد بالآخر اسے اندر جانے کی اجازت ملی تھی

کیسی لگی آپ کو اپنی بورنگ زندگی میں میری اینٹری، آفس میں داخل ہوتے ساتھ وہ شروع ہو گئی

بالکل بکواس،ناک چڑاتے وہ پانی لینے کے لیے اٹھے

آپ کا قصور نہیں آپ کے اندر تعریف کرنے والے سیل ہی نہیں ہیں، رئیسہ نے چیئر کا رُخ پروفیسر کی طرف کیا

ایسے سیل کی مجھے ضرورت بھی نہیں ہے اور اچھا ہی یہ مجھے جھوٹ نہیں بولنا پڑتا، کلاس منہ کو لگایا

جھوٹ والی بات تو آپ رہنے دیں انکل آپ پر سوٹ نہیں کرتی،وہ ہنسی تھی

رہنے دوں مطلب میں کسی غلط کام سے جھوٹ تھوڑی بولتا ہوں مجھے زندہ رہنے کے لیے کچھ تو کرنا ہے نہ،بے مطلب تو نہیں ہے،انہیں شاید اس کی بات بری لگی تھی

شوہر بھی بیوی کی تعریف میں جھوٹ زندہ رہنے کے لیے بولتے ہیں،بے مطلب تو وہ بھی نہیں،دلیل اچھی تھی اس کی

میرے جھوٹ اور ان کے جھوٹ میں فرق ہے،وہ دوبارہ اپنی جگہ پر آئے

آآہہہ یہ ڈبل مائنڈڈ لوگ،ناک سے مکھی اُڑائی۔

کام کی بات پر آؤ ریسہ،وہ آفس میں موجود کافی مشین میں کافی بنانے لگے

تو کیا آپ کو پتہ ہے ذوالفقار رضا کی بیوی مسینگ پرسن ہے،وہ ان کے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگی

کون ذوالفقار رضا۔۔؟؟،وہ بلکل انجان بن گئے

آپ کو ایکٹنگ نہیں آتی پروفیسر،چند منٹ بعد وہ بولی

تو میں تمہیں کیسے بتاؤں میرے تھوڑی نہ اس کی بیوی کے ساتھ تعلقات تھے،انہوں نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

تو کیا چاچو کے تھے،وہ فوراً بولی

لاحول ولا قوۃ،وہ بے اختیار اس کی طرف پلٹے

تو پھر چاچو کی فائل میں اس کی بیوی کے بارے میں اتنے سوال کیوں ہیں،وہ تیزی سے بولی

وہ ایک اینکر تھا اور اس کا ایسے معاملات سے ہی لینا دینا ہو گا نہ، آفس میں کافی کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

پر میرے تک وہ فائل آئی اس پر ذوالفقار رضا کی بیوی ہی کیوں اور آپ کیسے نہیں جانتے ہیں یہ سب، آواز میں غصہ شامل تھا۔

میرا ٹائم ضائع مت کرو رئیسہ میرے پاس تمہارے سوالات کے جوابات نہیں ہیں، ان کا لہجہ روڈ تھا۔

جب ذوالفقار رضا کی بیوی منظر عام سے غائب ہوئی تب آپ کہاں تھے، وہ پورا ارادہ کر کر آئی تھی۔۔۔

لندن، یک طرفی جواب

اور اس کے بعد، سوال فوراً آیا تھا ۔

پاکستان، وہ پرسکون تھے۔۔

بھئی لندن سے پاکستان آنے کے آپ ہم نے کچھ تو پتہ کرایا ہو گا نہ کہ اس کے بعد اس کی بیوی ملی کیا۔؟؟اس کی ڈیتھ ہو گئی تھی..؟؟کچھ بھی کچھ تو ہو گا نہ،اسے اب واقعی غصہ آنے لگا تھا

میری اس معاملے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی اس لیے میں نے اس کی انفارمیشن بھی نہیں لی،ازل سے لاپرواہ۔

پروفیسر،وہ مدھم آواز میں چیخی

رئیسہ،جواب اس کے انداز میں آیا

آپ کو واقعی میں کچھ نہیں پتہ اس سب کے بارے میں،اب وہ حیران ہوئی

نہیں مجھے نہیں پتہ،ان کے تاثرات بہت بگڑے ہوئے

اور اگر آپ کو اس سب کے بارے میں پتہ ہوا تو،پروفیسر کو گھور کر دیکھا

تو میں اس دنیا کا سب سے بڑا جھوٹا ہوں گا،انہوں نے اپنے ہاتھ ہوا میں بلند کیے

اچھا تو پھر کیا چاچو کی ڈیتھ نیچرل تھی..؟؟،وہ پوری تیاری کے ساتھ آئی تھی

ہاں وہ ایک نیچرل ڈیتھ تھی، آنکھوں میں کوئی منظر ابھرا تھا

وہ کار ایکسیڈنٹ ایک نیچرل ایکسیڈنٹ تھا..؟؟،وہ چیئر پر آگے ہو کر بیٹھی ۔

اتنی پرانی باتوں کو جانچ کر تمہیں آخر کیا کرنا ہے رئیسہ،وہ پریشان ہوئے ۔

وہ ایک نیچرل ایکسیڈنٹ نہیں تھا نہ..،سوال دوبار دوہرایا

وہ ایک نیچرل ایکسی،رئیسہ نے بات مکمل نہیں کرنے دی

آپ کو ایکٹنگ نہیں آتی انکل کوشش مت کریں،مایوسی سے کہہ کر جانے کے لیے اٹھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس دن منتہا سے بحث کے بعد اس کی بات منتہا سے نہیں ہوئی تھی اس کو کورٹ نے تاریخ کا وقت دے دیا تھا اب اس کا کورٹ جانا فضول تھا یا شاید اس کو لگ رہا تھا ماحول اور دماغ درست کرنے کے لیے وہ آج جمعے کی نماز محلے کی مسجد میں پڑھنے کی بجائے بادشاہی مسجد آیا تھا۔

یہاں علامہ اقبال کا مزار کہاں ہے؟

کسی لڑکی نے رئیسہ سے راستہ پوچھا تھا وہ پہلی دفعہ آئی لگتی تھی۔

رئیسہ لاہور گھومنے شوق سے نہیں، ٹائم پاس کے لیے آیا کرتی تھی **پوری دنیا دیکھنے کے لیے پیسے نہیں تو کیا ہوا لاہور میں پوری دنیا تو وہ دیکھ سکتی تھی نہ**

لڑکی کو راستہ بتاتے وہ بے اختیار رک گئی اس کی نظریں بادشاہی مسجد کی سیڑھیوں سے نیچے آتے لوگوں پر گئی چند لمحوں کے لیے اسے اپنے دل کی دھڑکن ساکن ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔ نظر لوگوں پر نہیں زاویار پر گئی تھی

کیا فلموں کی طرح حقیقت میں بھی کسی کو دیکھ چیزیں رکتی ہیں، رئیسہ نے اس لڑکی سے سوال کیا۔

وہ اس کی سوال پر حیران ہوئی نہیں حقیقت میں ایسا کچھ نہیں ہوتا، جواب دے کر وہ چلی

اس کو لگا تھا وہ اگر راستہ بتائے گی بھی تو غلط ہی بتائے گئی لاہوری۔۔۔

ہاں حقیقت میں چیزیں نہیں دل رک جاتا ہے، نظریں اب بھی اس کی طرف تھی

بلیک شلوار قمیض میں ملبوس پاؤں میں پشاوری چپل جو کھلی ہوئی تھی قمیض کے بازو کہنیوں تک مڑے ہوئے تھے۔

ہمیشہ کے طرف ترتیب بال آج بکھرے ہوئے تھے اور سیڑھیاں اترنے کے ساتھ لہراتے تھے۔ ہر موسم میں سیاہ لگنے والی آنکھیں دھوپ کی کشش سے سرمئی لگ رہی تھی۔

لاہور زیادہ خوبصورت ہے یا یہ شخص؟اس وقت رئیسہ سے اگر کوئی سوال کرتا تو وہ بنا سوچ سمجھے کہتی **لاہور اس شخص کی وجہ سے خوبصورت ہے۔**

آپ یہاں کیا کر رہی ہیں،زاویار کی آواز اس کو حال میں لائی تھی

میں میں یہاں کیا کر رہی ہوں،اسے سمجھ نہ آیا کیا جواب دے

جی آپ یہاں کیا کر رہی ہیں،وہ مسکرایا

میں لاہور گھومنے آئی تھی،وہ یہاں وہاں دیکھنے لگی

ایسا کیا ہے لاہور میں،دلچسپی سے پوچھا

کیا نہیں ہے لاہور میں۔۔؟؟،اس نے الٹا سوال کیا

شاید وفاداری، وہ چلنے لگا

آپ کے ساتھ کیا بے وفائی کی لاہور نے، اسے یہ تبصرہ برا لگا تھا

کوئی نہیں پر لوگ کہتے ہیں ایسا، بہت سوچ کر جواب دیا

ہنہ بندر کیا جانے ادرک کا سواد، وہ بے مقصد اس سے ساتھ چلنے لگی

اتنی بھی کیا محبت لاہور سے اور حسین چیزیوں میں وفاداری نہیں ہوتی محترمہ، اس کے

تاثرات پر اس نے قہقہہ لگایا۔

تو آپ بھی بے وفا ہیں کیا۔۔؟؟، اس نے حیرانی سے پوچھا

وہ اس کے سوال پر لاجواب ہوا

آپ نے دوبارہ پینٹ کیا، جواب نہ ملنے پر اس نے دوبارہ مخاطب کیا

ہاں، وہ اپنے پاؤں کو دیکھنے میں مصروف تھا

کیا پینٹ کیا آپ نے پھر، اسے تجسس ہوا

قدرت کا حسین منظر،

قدرت تو ساری حسین ہے۔ آپ نے کیا بنایا پہاڑ، سمندر، کیا بنایا ہے آپ نے اس کی کوئی تصویر ہے، وہ کچھ زیادہ ہی ایکسائٹڈ تھی۔

وہ میرے سامنے موجود ہے، رئیسہ نے مڑ کر پیچھے دیکھ

کیا لاہور کا منظر بنایا ہے، اس نے دوبارہ زاویار کی طرف دیکھا

نہیں اس سے زیادہ حسین، وہ مسکرایا

آپ نے لاہور سے بے وفائی کر دی اس سے حسین تو اس شہر میں کوئی ہے ہی نہیں، وہ مایوس ہوئی

ہے کوئی اس سے زیادہ حسین، وہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا

پھر آپ کو اپنی آنکھوں کا علاج کرانا چاہیے محترم، زاویار کی بات پر وہ ہنس دی

لوگوں کا ہجوم آہستہ آہستہ بڑھتا جا رہا تھا وہ چلتے ہوئے شاہی قلعے میں داخل ہوئے سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے رئیسہ وہاں موجود مختلف قسم کے سٹالز دیکھ رہی تھی اچانک اس کی نظر وہاں

موجود سندھی ٹوپی پر پڑی سٹال کے مالک سے اجازت لیتے رئیسہ نے وہ کیپ سر پر پہنی کر زاویار کو مخاطب کیا

آپ میری ایک پکچر لے دیں گے،اس نے اپنا فون زاویار کو دیا اور خود سیڑھیوں کے درمیان میں کھڑی ہو گئی۔

وہ ڈارک اولیو کلر کے سادہ کھلے کُرتے پہنے ہوئے تھی سر پر موجود کیپ کے اطراف سے بال کندھے پر بکھرے تھے ایک کی بجائے کئی پکچرز لینے کے بعد اس نے وہ کیپ واپس کی،زاویار سے فون لیتے وہ اپنی پکچر دیکھتے آگے کو چلنے لگی پیچھے مڑ کر دیکھنے پر اسے زاویار نظر نہیں آیا یہاں وہاں دیکھنے کے بعد وہ رک کر اس کا انتظار کرنے لگی گلے میں موجود سٹالر ہوا کی وجہ سے لہرا رہا تھا۔

آپ کہاں رہ گئے تھے اور یہ کیوں لی آپ نے،اس کی نظر زاویار کے ہاتھ میں کیپ پر تھی جس کی اس نے پکچر لی تھی۔

اب یہ کوئی اور پہنے گا تو اچھا نہیں لگے گا اس لیے خرید لی، زاویار نے کیپ رئیسہ کے سر پر رکھی۔

ان کو ہو کیا گیا ہے، رئیسہ نے پیچھے چلتے سوچا۔

وہ دونوں کافی دیر بے مقصد شاہی قلعے کی دیوار پر بیٹھے لوگوں کو دیکھنے لگے یہاں سے وہاں جاتے تصویریں لیتے وہ دونوں خاموش تھے دور بادشاہی مسجد میں عصر کی اذانوں کی آواز آئی رئیسہ نے بے اختیار آواز کی سمت دیکھا۔

ہمیں چلنا چاہیے۔ بہت وقت ہو گیا، وہ جانے کے لیے کھڑی ہوئی۔

واپسی کے راستے پر جاتے ہوئے بھی وہ خاموش تھے آج وہ بحث نہیں کر رہے تھے حیران کن بات تھی۔

یہ زاویار نے چلتے ہوئے پیچھے سے رئیسہ کا سٹالر اس کے سر پر رکھا وہ بے ساختہ رک گئی اس نے زاویار کو دیکھا وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا ہاتھ کی مدد سے اس اپنے سر پر موجود سٹلر پر ہاتھ رکھا کر گرنے سے بچایا تھا

دوبارہ سٹالر ٹھیک کرنے کے بعد اس نے وہ کیپ سر پر رکھی اور مسکراتے ہوئے زاویار

نے برابر چلنے لگی۔

رئیسہ کا یہ طریقہ دیکھتے زاویار مسکرایا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں بے ساختہ قہقہہ لگا کر ہنس

دیے آس پاس موجود لوگوں نے ایک نظر ان کو دیکھا اور اپنے کام میں دوبارہ مصروف

ہو گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رئیسہ کو آج وہ خط ملے دوسرا دن تھا زیادہ نہیں پر اس بحث کے بعد اس کو خط مل گیا تھا

کیسے یہ اس نے پوچھنا ضروری نہیں سمجھا اس وقت وہ کچن میں کھڑی اپنے لیے ناشتہ بنا رہی

تھی ہادی کا لایا خط اس نے ابھی تک کھول کر نہیں دیکھا تھا تجسس زیادہ تھا پر سستی اس

سے کہیں زیادہ تھی ناشتہ بنا کر وہ لاؤنج میں آ کر ٹی وی کا ریموٹ ڈھونڈنے لگی یہاں وہاں

کشن پھینکتے وہ شدید بیزار تھی۔

ریموٹ اس کو ملا نہیں پر گن مل گئی تھی صدیق رضا کی دی گن اس کی ضرورت نہیں تھی

۔اس لیے گھر آتے اس نے وہی رکھ دی تھی۔

دروازے پر دستک کی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا باہر جو کوئی تھا بہت سی بد تمیز شخص تھا۔

دوسری مرتبہ آواز دستک کی نہیں دروازہ زبردستی کھولنے کی تھی اتنے سالوں میں یہ پہلی بار

ہوا تھا اس کے ہاتھ میں موجود گن پر بے ساختہ گرفت مضبوط ہوئی

اس سے پہلے کہ باہر موجود شخص اندر داخل ہو تاریئسہ فورا دروازے کی طرف بھاگی گن والا

ہاتھ بلند تھا دروازہ کھولنے پر جس شخص کو اس نے دیکھا وہ اس کے وہم و گمان میں نہیں تھا

ذوالفقار رضا سیر یسلی، گن اس کی طرف کیے وہ دروازے میں کھڑی تھی دو گنز کا رخ اس کی

طرف تھا

اندر جانے کا راستہ ملے گا، ذوالفقار رضا کا ایک پاؤں گھر کے اندر اور دوسرا باہر کی طرف تھا

اپنے قدم ہٹاؤ میرے گھر سے ذوالفقار رضا ورنہ میرے موڈ سوینگ کی گارنٹی نہیں اور

تمہاری جان کی گارنٹی نہیں، اس کی آواز سخت تھی

یقین کرو لڑکی مجھ سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہو گا، ہر کسی کو کہے جانے والا جملہ

مرد چاہے سترہ کا ہو یا ستر کا رہتا نا قابل اعتبار ہی ہے اب تم اپنے قدم میرے گھر سے ہٹاؤ

ورنہ جس طرح میں ہٹاؤں گی تمہیں بہت مہنگا پڑ جائے گا ذوالفقار رضا،اس کی آواز بلند تھی۔

اوکے، ہوا میں ہاتھ بلند کرتے اپنا پاؤں باہر کیا

باہر چل کر بات کرو جو کرنی ہے،اس نے اندر سے اپنا فون لیا غصے سے بولتے اس نے

دروازہ بند کیا اور آگے کو چل دی۔

تمہیں اگر یاد ہو تو میں نے تمہیں کراچی جانے سے منع کیا تھا اور تم خود نہیں گئی۔ تم نے

اپنے ذرائع بھیج دیے،پارکنگ ایریا کی کھلی جگہ پر وہ کھڑے تھے۔

اوہ تو تمہیں یہ خوش فہمی ہے کہ میں تمہارے ڈر سے کراچی نہیں گئی،وہ ہنسی تھی

خوش فہمی نہیں یقین کہ میری دھمکی کے بعد تم کراچی اپنے پیروں پر اپنے سگوں سے

ملنے تو نہیں جاؤ گی، کیا غرور تھا۔

اس نے فون اپنے چہرے کے سامنے کیا نمبر ڈائل کرنے کے بعد فون کان کو لگایا۔

میری کراچی کی ٹکٹ بک کرو مجھے اپنے سگوں کی یاد آرہی ہے ملنے جانا ہے مجھے ان سے،

ذوالفقار رضا کی طرف دیکھتے ایک ایک لفظ ادا کیا۔

تم کراچی سے جوڑھونڈنے کی کوشش کررہی ہو وہ تمہیں نہیں ملے گا تو محنت ضائع

کرنے سے بہتر ہے سیٹلمنٹ کرتے ہیں، امیروں کی ہر بات یہاں ختم ہوتی تھی

اوہ سیریسلی کتنے میں، وہ متاثر ہوئی ۔

جتنے تم کہو، وہ دو قدم آگے آئے ۔

رئیسہ ارسلان احمد تمہاری اوقات سے باہر ہے ذوالفقار رضا اور ان کاغذ کے ٹکڑوں کے

لائق تو بالکل نہیں، اس کی آنکھوں میں دیکھتے جواب دیا۔

پیسہ ہر چیز خرید سکتا ہے، وہ ہارنے کو تیار نہیں تھے

وہ اس لیے کیونکہ یہاں ہر دوسرا شخص ذوالفقار رضا جیسا ہے، آواز میں نفرت تھی ۔

تمہیں گن چلانی آتی ہے، موضوع بدلا ۔

شوقیہ نہیں رکھی ہے لاہور میں آوارہ کتوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اس لیے رکھی ہے، وہ مسکرائی۔

ذوالفقار رضا اس کے اور اپنے درمیان فاصلہ ختم کرتے رئیسہ کو مارنے کے لیے بڑھے اب یہ برداشت کی انتہا تھی رئیسہ نے حفاظت کے لیے گن ذوالفقار رضا کے دل کی جگہ رکھی وہ دونوں اپنی اپنی جگہ رک گئے تھے گارڈ کو گاڑی سے دور کھڑا کیا گیا تھا۔

سٹیپ بیک ذوالفقار رضا، رئیسہ نے گن پر دباؤ بڑھایا ۔۔

ڈر تھا یا پتہ نہیں کیا ذوالفقار رضا اپنی پہلے والی جگہ پر جا کر کھڑا ہو گیا یہ اس کی بے بسی کی انتہا تھی وہ پبلک پلیس پر تماشا نہیں کرنا چاہتا تھا یا شاید مرنا نہیں چاہتا تھا

رئیسہ نے ذوالفقار رضا کی دائیں طرف کی ہیڈ لائٹ پر گولی چلائی۔

دوبارہ میرے گھر میں قدم نہیں رکھنا ذوالفقار رضا اور یہ تمہارے سوال کا جواب اور میرے نقصان کی تلافی، اس نے قریب جاتے ہیڈ لائٹ کی طرف اشارہ کیا اور نقصان اس کے فلیٹ کے ڈور لاک کا ہوا تھا۔

تم نے غلطی کر دی میں جب تمہاری جگہ ہوا نہ تو گولی ہیڈ لائٹ کو نہیں تمہارے سر میں ماروں گا، غصہ سر چڑھ گیا تھا۔

میں نے کہا نہ انسان کی تمام خواہشات پوری ہونے کے لیے ایک زندگی نہ کافی ہے اور تمہاری اوقات میری ہیڈ لائٹ پر بھی شوٹ کرنے کی نہیں ہے ذوالفقار رضا، اس کی آنکھوں میں دیکھتے وہ ہنسی تھی

فلیٹ میں واپس آتے اس نے گہری سانس لی اور گن صوفے پر پھینکی پانی پینے کے بعد وہ اب اس خط کو ڈھونڈ رہی تھی جو دو دن پہلے اس کو ملا تھا۔

خط ہاتھ میں لیے وہ ناشتہ کی طرف آئی جو ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

آآہہ ساری محنت ضائع کر دی بڈھے نہ، غصے سے منہ چڑاتے وہ خط کی طرف متوجہ ہوئی۔

اس خاکی لفافہ میں دو کاغذ تھے ایک سفید فوٹو کاپی کا اور دوسرا ہلکا سا خاکی رنگ کا تھا فوٹو کاپی والے پیپر پر تاریخ کے ساتھ پاسپورٹ اور ویزے اور ٹکٹ کی ڈیٹیل تھی وہ انفار میشن طلحہ

ذوالفقار سے منسلک تھی یہ اس کے لیے حیران کن تھا اور دوسری وہ تاریخ تھی جو وہاں درج تھی۔

اس کو ایک سائیڈ پر رکھتے وہ جیسے جیسے خط پڑھتی جارہی اس کے تاثرات بدلتے جارہے تھے ۔اس خاکی کاغذ پر انگلش میں عبارت درجہ تھی اور ساتھ بے ڈھنگے سے دستخط۔

It's only a murder If they find the body Otherwise, it's just a missing person

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہائیکورٹ لاہور

آج کورٹ میں احمر کے کیس کی پہلی پیشی تھی ہائیکورٹ آج ایک الگ ہی منظر پیش کر رہا تھا ۔

میڈیا اس کیس کے منسلک ہر شخص سے سوال کر رہا تھا وہ ان کے لیے ایک ہاٹ ٹاپک تھا آئی پی پیز کا اکلوتا وارث قتل کے کیس میں عدالت پیش ہونا تھا میڈیا کے لیے یہ ضروری نہیں تھا کہ یہ الزام ہے یا حقیقت انہیں بس ایک اچھی ہیڈ لائن چاہیے تھی۔

کمرہ عدالت میں جج کے آنے کے بعد مکمل خاموشی تھی ناقص حالت میں موجود پنکوں اور باہر سے آتے قدموں کی آوازیں وہاں شور پیدا کر رہی تھی جج کے اشارہ پر وہاں موجود ریڈر نے پیپر پر لکھی تحریر بلند آواز میں پڑھی۔

(مقدمہ قتل) PPC 302 ریاست بنام طلحہ ذوالفقار ولد ذوالفقار رضا, دفعہ

ریاست بنام طلحہ ذوالفقار ولد ذوالفقار رضا شکایت کنندہ منتہابنتِ احمر، ملزم طلحہ ذوالفقار کے وکیل پیش ہوں بات مکمل کر کے وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

کورٹ میں بہت سے لوگ موجود تھے کچھ میڈیا کے اور کچھ اس کیس سے منسلک یا دلچسپی رکھنے والے۔

رئیسہ زاویار کے ساتھ موجود چیئر پر بیٹھی تھی طلحہ ذوالفقار،ذوالفقار رضا،اور منتہا احمر جج کے سامنے موجود کرسیوں پر بیٹھے تھے.بہت رسائی ہونے کے وجہ سے طلحہ ذوالفقار آزاد بیٹھا تھا

جج نے اپنے سامنے رکھی فائل پر لکھے الفاظ دہرائے جو چند منٹ پہلے ریڈ نے کہے تھے منتہا کی گواہی کے لیے اس کو کٹہرے میں بلایا گیا وہ خاموشی سے چلتی ہوں مطلوبہ جگہ پر گئی۔

طلحہ کے ڈیفنڈ وکیل نے منتہا سے سوال کرنے کی اجازت مانگی

محترمہ منتہا آپ کے شوہر کا نام کیا ہے، وہ اس سے کچھ فاصلے پر موجود تھا

احمر ملک، اس کی آواز بہت مدھم تھی

مکمل نام والد کا نام، سوال دوبارہ دوہرایا

احمر ذوالفقار، اس کی آواز پر رئیسہ نے بے ساختہ ذوالفقار رضا کی طرف دیکھا وہاں موجود ہر شخص کو سانپ سونگھ گیا۔

کیا ان کے والد آئی پی پیز کے اونر ذوالفقار رضا صاحب ہیں۔۔؟؟، آواز مزید بلند ہوئی

جی نہیں میرے شوہر نے کہہ تھا ان کے والد کا انتقال ہو گیا تھا بہت پہلے، منتہا نے ذوالفقار رضا کی طرف دیکھا، وہ مسکرائے۔

کیا آپ کے پاس ان زمینوں کے لیگل پیپر ز ہیں جو احمر ذوالفقار نے چند ماہ پہلے آپ کے نام کی تھی، منتہا کے جواب دینے سے پہلے زاویار بولا

آپ آؤٹ آف داوے جا رہے ہیں وکیل صاحب، زاویار بلند آواز میں بولا

آپ اپنی باری کا انتظار کریں وکیل صاحب، جج کی آواز گونجی

زمین کے نام پر رئیسہ نے ذوالفقار رضا کو دیکھا پھر منتہا کو شاید نہیں یقیناً وہ لاعلم تھی اسے یہ کیس عام لگ رہا تھا پر کچھ تو تھا جو میسنگ تھا وہاں سے۔۔۔ پر کیا؟؟؟

کیا آپ کو یقین ہے آپ کے شوہر نے خودکشی نہیں کی ان کا قتل ہوا ہے، وکیل دوبارہ مخاطب ہوا پر منتہا اس کو نہیں سن رہی تھی وہ ذوالفقار رضا کو دیکھا رہی تھی اس کے قدم بے ساختہ لڑکھڑے اسے صرف ذوالفقار رضا کی آواز آ رہی تھی۔

تمہارا بھائی ابھی زندہ ہے، اس کے آنسو تیزی سے بہنے لگے۔

منتہا نے زاویار کی طرف دیکھا زاویار بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھا کر منتہا کی طرف بھاگا وہ اس طرح اتنے لوگوں کے درمیان اس کو گرنے نہیں دے سکتا تھا، جج اس کو اپنی جگہ پر رکنے کا کہہ رہا تھا اس شور تھا جو وہاں بلند ہوا تھا

بنا کسی کی پرواہ کیے زاویار نے منتہا کو گلے لگایا **بھاڑ میں گئی عدالت اور کے قوانین وہ اپنی بہن کو جھکنے نہیں دے سکتا تھا** اس کو گلے سے لگائے وہ کمرہ عدالت سے باہر جانے لگا۔

ذوالفقار رضا کے اشارے پر جج نے اگلی تاریخ کا اعلان کیا اور اپنی جگہ سے اٹھ گیا آہستہ آہستہ تمام لوگ وہاں سے جانے لگے۔

تمہیں وکیل اخلاقیات دیکھ کر رکھنا چاہیے تھا طلحہ، اس نے غصے سے اس وکیل کو دیکھا

یہ میرا مسئلہ ہے میں جیسا بھی وکیل رکھوں مشورہ نہیں مانگا کسی سے تو مداخلت مت کرو رئیسہ ارسلان، جواب ذوالفقار رضا کی طرف سے آیا تھا۔

کیا تم اب بھی جواب کے انتظار کر رہے ہو طلحہ، اس نے پوچھا طلحہ سے تھا اور دیکھا ذوالفقار کو تھا اب بات اس کی انا کی تھی۔

بالکل، ہمیشہ کی طرح وہ پھر مسکرایا۔

اوکے میں کیس لوں گی تمہارا میں نے سوچ لیا ہے، اس نے مسکرا کر طلحہ کو دیکھا۔

کیس کی فائل دیں وکیل صاحب، طلحہ نے سوچے سمجھے بنا وکیل سے فائل لے کر رئیسہ کو دی باقی معاملات بعد میں حل کر لیں گے۔

تھینک یو اب یہ میرا معاملہ ہے آپ مداخلت مت کریئے گا ذوالفقار صاحب، پہلی بات طلحہ سے اور دوسری ذوالفقار سے کہہ کر وہ وہاں سے چلی گئی۔

کمرہ عدالت سے باہر آنے کے بعد زاویار نے منتہا کو باہر موجود بینچ پر بیٹھایا اور خود اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا۔

ایم سوری آپی ایم سوری اپ پلیز روئیں نہیں آپ ایسے مت کریں میرے ساتھ میں آپ کو جھکتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا آپ کو نہیں کرنا تھا نہ کیس۔ میں خارج کر دوں گا اس کو میں جھک جاؤ گا میں ہار جاؤں گا آپ کے لیے پر پلیز مجھے ایسے رو کر اپنا گناہگار مت کریں، منتہا کے ہاتھ پکڑے وہ اس کو خاموش کروانے کی کوشش کر رہا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پانی،وہ میں آپ کی چیز لے آئی ہوں اندر سے آپ ایک بار دیکھ لیں میں ہوں یہاں،پانی کی بوتل دیتے وہ زاویار سے مخاطب ہوئی زاویار کے جانے کے بعد وہ منتہا کی ساتھ والی جگہ پر بیٹھی اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی اسے نہیں پتہ تھا کہ کسی کو روتے ہوئے چپ کیسے کراتے ہیں۔

کسی کو چپ کیسے کراتے ہیں۔۔؟؟،منتہا کی طرف جھک کر سوال کیا۔

ٹشو،اس کے اچانک دیکھنے پر وہ بولی۔

انتظام وہ پورا کر کے آئی تھی منتہا نے خاموشی ٹشو سے لے لیا۔

آپ اپنے بھائی کی کمزوری کیوں بننا چاہتی ہیں آپ صرف ان کی بہن رہیں اور کا ساتھ دیں نہ،منتہا نے ایک نظر اس کو دیکھا جواب نہیں دیا۔

اگر وہ میرے بھا(لاحول ولا قوۃ)،اس نے بات بدلی میں یہاں اکیلی رکھتی ہوں میری بھی بہن ہے پر وہ مجھ سے اتنی محبت نہیں کرتی کہ میرے لیے دنیا کو چھوڑ دے یا نظر انداز کر۔۔۔ہاں پر میری بہن نے دنیا نظر انداز نہیں کی اور مجھے بھی نہیں کیا۔

اس نے میرے لیے تحفظ چنا، اپنا ساتھ نہیں آپ کو نہیں لگتا اسے اپنا ساتھ دینا چاہیے تھا مجھے،

رئیسہ نے دوبارہ منتہا کو دیکھ کر سوال کیا

ساتھ بھی دینا چاہیے تھا، مدھم آواز میں جواب دیا ۔

تو پھر آپ کی جگہ مجھے رونا چاہیے نہ آپ کو تو تحفظ بھی مل رہا اور ساتھ بھی صرف اپنے بھائی کا بھرم ہی تو رکھنا ہے آپ نے پھر میری طرح اکیلے زندگی تو نہیں گزارنی پڑے گی، اس کی آنکھوں میں نمی لہرائی ۔

بھرم رکھ لیا، اور اگر بھائی نہ رہا پھر، اس نے اپنا ڈر ظاہر کیا ۔

آپ بھرم رکھے اپنے بھائی کے یہ آنسوان کو دے جو ان کے حقدار ہیں، اشارہ ذوالفقار رضا کی طرف تھا۔

اور بھائی، ڈر اب بھی وہی تھا

کچھ نہیں ہو گا آپ نے بھائی کو، اس کی آنکھوں میں دیکھتے جواب دیا وہ کہنا چاہتی تھی کچھ نہیں ہونے دوں گی آپ کے بھائی کو

زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں تو انسانوں سے کیوں ڈر رہی ہیں آپ، منتہا چند لمحے اس کا

چہرہ دیکھتی رہی اسے غصہ آیا خود پر آخر وہ کیوں ڈر گئی انسانوں سے یہ تو ان کا حق بھی نہیں

ہے

زاویار نے آنے کے بعد رئیسہ وہاں سے اپنے راستے آ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیلیفورنیا، امریکہ

طلحہ انگلی میں چابی گھماتے ہوئے سیڑھیاں اتر رہا تھا جب لاؤنج میں بیٹھے جیک نے اس کو

مخاطب کیا

کہیں جا رہے ہو، اس کی تیاری کو دیکھتے سوال کیا۔

ہاں، بلند آواز میں بولتے وہ باہر جانے لگا جیک اس کے پیچھے آیا تھا

مجھے کوئی کام تھا یونیورسٹی تک چھوڑ دوں گے، جواب کا انتظار کیے بنا وہ گاڑی میں بیٹھا

میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں لے کر جاؤں گا، بیٹھتے ہی وارننگ دی

ہاں ہاں ٹھیک ہے میں جا بھی نہیں رہا تمہارے ساتھ،اس نے ہاتھ گھمایا اور فون میں مصروف ہو گیا۔

طلحہ گنگناتے ہوئے ڈرائیونگ کر رہا تھا،وہ بار بار اپنے بال ٹھیک کرنے میں مصروف تھا جیک نے کافی بار اگنور کرنے کے بعد تنگ آ کر اس کو مخاطب کیا۔

ٹھیک ہیں بھئی تمہارے بال کتنا ٹھیک کرنا ہے،وہ تنگ آ گیا اس حرکت سے ۔

تمہیں کیا مسئلہ ہے،اس نے پھر وہی حرکت کی

کیلین سے ملنے جا رہے ہوں، گھورتے ہوئے پوچھا ۔

تمہیں کیسے پتہ،حیران ہوتے وہ بے اختیار بولا

تمہاری تیاری بتا رہی ہے،وہ دوبارہ سے فون میں لگ گیا

تو پھر کیسا لگ رہا ہوں میں،اس نے جیک کی طرف دیکھا

اچھے لگ رہے ہو،مروت کی مارے اس نے تعریف کی کیونکہ وہ اس کی گاڑی میں بیٹھا تھا۔

Clubb of Quality Content

ہاں پتہ ہے مجھے کب نہیں لگتا ہوں،وہ ہنسا تھا ۔

تو پوچھا کیوں،وہ پتہ نہیں کیوں غصہ کر رہا تھا ۔

ایسے ہی تعریف کرانے کا دل کر رہا تھا،مزے سے بولتے وہ ڈرائیو نگ کی طرف متوجہ ہوا

یونیورسٹی کے قریب پہنچتے جیک نے فون ایک طرف رکھ ہر طلحہ سے سوال کیا

تم کیوں اتنا اترا رہے ہوں طلحہ ذوالفقار وہ تمہیں اپنا بوائے فرینڈ نہیں بنانا چاہتی ہے،اس کی آواز میں سنجیدگی تھی۔

بوائے فرینڈ بننا بھی کسی نے ہے میں تو جنت کی حوروں کی سردار بناؤ گا،اس نے اتنی ہی سنجیدگی سے جواب دیا

اس کو یورنیورسٹی چھوڑنے کے بعد وہ کیلین کے ساتھ ڈزنی لینڈ گیا تھا۔

کاٹن کینڈی ہاتھ میں پکڑے وہ چہل قدمی کر رہے تھے کیلین کا بیگ آج بھی طلحہ کے پاس تھا براؤن کلر کی بٹن شرٹ کے ساتھ وائٹ جینز پہننے ایک ہاتھ میں کاٹن کینڈی اور دوسرے میں بیگ پکڑے وہ اچھا لگ رہا تھا۔

Clubb of Quality Content!

جب اس بیگ میں کچھ ہوتا نہیں ہے تو اس کو لانے کا مقصد،اس نے بیگ ہوا میں بلند

کیا

کیلین نے اس کی طرف دیکھا تم اچھے لگتے ہو بیگ پکڑ کر اس لیے،وہ دل سے مسکرائی۔

تو پھر میری پسند کا لایا کریں نہ مجھے بھی اچھا لگے،بیگ پکڑنے میں مسئلہ نہیں تھا اس کے

ڈیزائن اور کلر سے تھا اس کے آؤٹ فٹ کے ساتھ میچ نہیں تھا وہ۔

تو تم لے دوں میں لے آیا کروں گی،لاپرواانداز

مجھے بھلا لڑکی کی چیزوں کا کیا پتہ،منہ بنایا

لڑکیوں کا اور ان سے فلرٹنگ کا تو بڑا پتہ ہے،اس کے ساتھ آتے طنز کیا تھا

قسم لے لیں آپ واحد ہیں پہلی بھی اور آخری بھی،وہ اس کی طرف جھکا

تم اکیلے بھی تو یہاں آسکتے مجھے ساتھ کیوں لائے،وہ ہمیشہ اس کی کئی باتوں کے جواب نہیں

دیتی تھی۔

اب انسان محل میں ملکہ کے بنا آئے گا تو کون قدر کرے گا،اس کی حرکت پر وہ ہنس دیا

وہ رات تک وہاں رہے تھے مختلف جھولے لیتے ان کو وقت کا پتہ ہی نہیں چلا رات کا منظر وہاں اور بھی حسین تھا وہ دونوں تھک کر زمین پر بیٹھ گئے اور سامنے موجود ڈزنی لینڈ کی عمارت کو دیکھنے لگے کیلین نے طلحہ کی آنکھوں کو دیکھا اور پھر اپنے سامنے موجود ڈزنی لینڈ کو اسے یونیورسٹی کے لوگوں کی باتوں سے اختلاف ہوا۔

کیلیفورنیا میں اگر کچھ دیکھنے والا ہے تو وہ صرف اس شخص کی آنکھیں ہے ایک بے جان عمارت کا ان آنکھوں سے بھلا کیا مقابلہ۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور، پاکستان

رئیسہ آج پھر گھر پر تھی وہ کچھ زیادہ ہی سست ہو گئی تھی لاؤنج میں یہاں سے وہاں ہوتے وہ فون پر ہادی سے بات کر رہی تھی نہیں بحث کر رہی تھی

تمہیں آخر مسئلہ کیا ذوالفقار رضا کے گھر جانے میں، وہ ہادی سے ذوالفقار رضا گھر جانے کو کہہ رہی تھی

تم نے کیا کرنا اس کے گھر جا کے، وہ بگڑا تھا ۔

مجھے کام ہے وہاں،اس کی آواز بلند ہوئی ۔

اتنا اچانک کیا کام پڑ گیا تمہیں ذوالفقار رضا ہے،وہ دوسری طرف اکتایا تھا

رشتہ لینا ہے میں نے اس سے،وہ غصے سے بولی

پھر تم نہ اپنا وقت ضائع کرو نہ میرا کرو تم طلحہ کے ساتھ سوٹ نہیں کرو گی مخلصانہ مشورہ پیش کیا۔

اوو سیر یسلی دماغ کس کو دے دیا ہے خدمت خلق میں،یہ شخص کسی دن مر جائے گا اس سے۔

میں مصروف ہوں،بات ختم کی ۔

بھاڑ میں گئی تمہاری مصروفیات،دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا تھا

پتہ نہیں کون سی منحوس گھڑی تھی جب یہ وزیر اعلیٰ بنا تھا رئیسہ نے فون صوفے پر پھینکا تھا

دروازے کی دستک پر اس نے برا سا منہ بنایا۔

ایک تو اس کو سکون نہیں ہے جب دیکھو بجتا رہتا ہے، پاؤں مار کر وہ دروازے کی طرف

گئی

آپ یہاں سب خیریت ہے، راستہ سے ہٹتے اس نے پروفیسر کو اندر آنے کی جگہ دی

کیوں میرا آنا منع ہے یہاں کیا، وہ ایک طرف رک گئے

نہیں ایسے ہی بس کبھی آئے نہیں نہ، وہ دونوں لاؤنج میں بیٹھے

طلحہ ذوالفقار کا کیس کیوں لیا تم نے، یہ مقصد تھا یہاں آنے کا، وہ لاؤنج میں بیٹھے تھے

کیونکہ مجھے لگا یہ لینا چاہیے، اب صحیح وجہ تو نہیں بتا سکتی تھی

میں نے منع کیا تھا ذوالفقار رضا کے معاملات میں مداخلت مت دینا، ان کا لہجہ سخت ہوا

پر وہ کیس طلحہ ذوالفقار کا ہے، کمزور دلیل پیش کی

باپ ہے وہ اس کا کوئی دور کا رشتے دار نہیں اور گن کہاں سے آئی تمہارے پاس، دوسرا

سوال اور مشکل تھا

گن گن تو میرے پاس نہیں ہے، وہ پروفیسر سے جھوٹ نہیں بولی سکتی تھی

رئیسہ ارسلان احمد مجھے میرے سوال کا جواب دو، انہیں اس پر غصہ آیا تھا وہ خاموش بیٹھی

رہی

اگر تمہیں کیس چاہیے تھا تو میرے پاس آنا چاہیے تھا نہ، ذوالفقار رضا سے الجھنے کی کیا

ضرورت تھی، اس کی خاموشی پر آواز تھوڑی بلند ہوئی۔

میں آئی تھی آپ کے پاس اپنے سوالوں کے جواب لینے جب آپ نہیں دیں گئے تو میں

خود تو تلاش کروں گی نہ آپ نے بھی تو غلطی کی مجھے میرے سوالوں کے جواب دینے

چاہیے تھے نہ، آواز بلند نہیں تھی۔

سوالوں کے جواب لینے کے لیے تم نے کیس لیا ہے ان کا، اس شخص سے کیا تعلق۔۔؟؟،

حیران سے پوچھا

وہ جواب دینے کی بجائے وہاں سے اٹھ کر کمرے میں آئی اور کارڈز، فائل، خط ساری چیزیں

لا کر اس نے پروفیسر کے سامنے ٹیبل پر رکھی

یہ تعلق ہے اس شخص کا ان سوالوں سے کیوں چاچو اس کی بیوی کا کیس حل کرنے میں لگے تھے۔۔۔بات مکمل ہونے سے پہلے پروفیسر بولے

وہ ایک اینکر تھا،ان کے لہجے میں بے بسی تھی

وہ ایک اینکر تھے پر ذوالفقار رضا کی بیوی کا کیس آخر کیس کیوں بنا ان کے لیے کیوں اس کی معلومات مجھے تک لائی گئی کیوں یہ کارڈز میرے تک آتے ہیں،چیزیوں کی طرف اشارہ کرتے وہ بول رہی تھی۔۔

آپ بتا دیں میں کیس چھوڑ دوں گی،وہ خاموش ہو گئی

کیا اس سب کا مقصد صرف سوالات کے جواب تک ہے،ان کی نظریں سامنے پڑی فائل پر تھی۔

نہیں مجھے دولت بھی چاہیے،

دولت ہونے کے لیے زندہ رہنا ضروری ہے اگر زندہ نہیں رہو گی تو دولت کا کیا کرو گی،وہ رئیسہ کی طرف دیکھنے لگے

جب تک زندہ ہوں تب تک ہے دولت کا سکون تو لوں مر تو ایک دن ویسے بھی جانا ہے،

وہ اب نارمل تھی

جس راستے پر تم جا رہی ہو وہاں نہ دانیال کو کچھ ملا نہ تھا اور نہ تمہیں ملے گا، آگاہی

ان کی قسمت تھی کہ حادثے میں نقصان اٹھانے والے صرف وہی تھے مجھے اگر کچھ ہوا تو

میں ان کی سلطنت بھی قائم نہیں رہنے دوں گی،اس کے لہجے میں شدید نفرت تھی

سلطنت دوبارہ کھڑی کی جا سکتی ہے زندگی دوبارہ نہیں ملتی،انہیں افسوس ہوا رئیسہ کے لہجہ

پہ

عورت کی گرائی گئی سلطنت دوسرا کھڑی نہیں کی جا سکتی انکل، لہجہ اب بھی ویسا تھا

پروفیسر اپنی جگہ سے اٹھا کر اس کی طرف آئے سر پر ہاتھ رکھ کر وہ سائیڈ سے ہو کر جانے

لگے۔۔

اب تو سچ بتا دیں چاچو کا قتل ہوا تھا نہ۔۔؟؟وہ ان کے پیچھے گئی

تم کچھ بھی کرو جو بھی فیصلہ لو اگر ساری دنیا بھی تمہارے خلاف ہوئی تو حماد عباس تمہارے حق میں ہو گا، اسے ان الفاظوں سے خوف آیا تھا دانیال احمد بھی اس سے یہی کہہ کرتے تھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پروفیسر کے جانے کے بعد وہ طلحہ کے آفس آئی تھی اندر جانے سے پہلے اس نے گہری سانس لی اسے یہ کرنا تھا انجام کی پرواہ کیے بنا وہ رکے بنا آگے جاتی اس سے پہلے ریسپشن پر موجود عورت نے اس کو مخاطب کیا

کسی سے ملنا ہے آپ کو، کاروباری انداز

اس بلڈنگ کے اونر سے، وہ دوبارہ جاتے جاتے رک گئی

اپوائنٹمنٹ ہے آپ کے پاس، وہ لڑکی کمپیوٹر پر ڈیٹیل دیکھنے لگی

میں وکیل ہوں ان کی، اسے غصہ آیا تھا بار بار روکنے پر، مزید کوئی بات سنے وہ لفٹ کی طرف چلی گئی اپنی مطلوبہ فلور پر پہنچ کر یہاں وہاں دلچسپی سے دیکھتے وہ چلنے لگی۔

سنو طلحہ ذوالفقار کا آفس کہاں ہے، فلور پر وہ تکے سے آئی تھی آفس تک وہ نہیں جا سکتی تھی ہاتھ کے اشارے سے جواب دیتے وہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا

کتنے بے مروت لوگ ہیں یہاں کہ،اونچی آواز میں بولتے وہ اپنی منزل کر طرف چل دی

اپنی عادت کے مطابق وہ بنا دستک دیے اندر داخل ہوئی وکیل تھی اس کی یہ کر سکتی تھی طلحہ

ہمیشہ کی طرح فارغ آفس میں بیٹھا مووی دیکھا رہا تھا رئیسہ کو دیکھتے اس نے اپنا لیپ ٹاپ بند

کیا اور کھڑا ہو گیا

آپ یہاں اچانک،وہ حیران تھا

ہمم فیس لینے آئی ہوں اور باقی کے معاملات کرنے بھی،رئیسہ کے بیٹھنے پر وہ واپس اپنی

جگہ پر بیٹھا تھا

چائے یا کافی، ٹیبل پر موجود لینڈ لائن سے نمبر ڈائل کیا

کافی۔۔۔

وہ گردن گھما کر پورے آفس کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔

جی کہیں۔وہ خوشگوار لہجہ میں مخاطب ہوا۔

مجھے اپنی سیکورٹی کے لیے اور فلیٹ چاہیے اور تمہارا کیس لینے کے بعد تو یہ اور ضروری ہے۔

وہ بہت سنجیدہ تھی۔

او کے، رئیسہ کو لگا اس نے سنا نہیں صحیح سے

میں ٹرانسپورٹ کی اوفر بھی دے سکتا ہوا، اس نے مزید کہہ

اور ان سب مہربانیوں کا مقصد، اسے شک ہوا

کیونکہ آپ میری وکیل اور ایک عورت بھی، وجہ بیان کی

اس سے پہلے والے وکیل کو کیا سہولت دی تھی، شک ابھی بھی قائم تھا

کوئی نہیں اور اس لیے نہیں دی کیونکہ وہ ایک مرد تھا وہ سٹیبل رہ سکتا ہے، ویٹر نے کافی لا کر رکھی۔

اااو جنڈر ایکویلٹی، رئیسہ نے طنز کیا

جینڈر ریسپیکٹ میڈم، وہ طنز کا اثر کیے بنا بولا

او کے اب پلیز لیکچر نہیں دینا، وہ اس کے کچھ بولنے سے پہلے بولی

آپ ٹینشن مت لیں میرا ایسا ویسا کوئی ارادہ نہیں ہے اپارٹمنٹ صرف تب تک آپ کے پاس ہے جب تک آپ میرا کیس لڑیں گی سیکیورٹی جیسا کہ آپ نے کہا،بات کلیئر کی۔

مجھے احمر کے گھر کا ایڈریس چاہیے، اگلا کام

کیوں آپ کو زاویار نے نہیں بتایا، یہ طنز تھا

کیونکہ کام تمہیں ہے مجھ سے ان کو نہیں،اس نے سامنے رکھی کافی اٹھائی ۔

کرنا کیا ہے ایڈریس کا، طلحہ کمپیوٹر دیکھنے لگا

چوری کرنی ہے،وہ غصہ سے بولی۔

اتنے جواب دینے کی اس کو عادت نہیں تھی

میں بھی چلو ساتھ،وہ سنجیدہ تھا

کیوں والد صاحب نے کارڈز بلاک کر دیے ہیں کیا، رئیسہ کے لہجہ میں افسوس تھا

نہیں اب تک تو نہیں پر کیا پتہ کر دیں اس لیے بیک آپ پلان یو نو،اس کی آنکھیں مسکرائی تھی

اوکے پر اگر ہم پکڑے گئے تو سارا الزام تمہارے پر آئے گا،انگلی اٹھا کر وارننگ دی

کوئی جواب دینے کی بجائے اس نے اپنا سر جھکا کر معاہدہ قبول کیا

رئیسہ نے رابطے کے لیے ٹیبل سے اس کا کارڈ اٹھایا اور جانے کے لیے اٹھی

آپ میرا پرسنل نمبر لے سکتی ہیں،وہ ساتھ کھڑا ہوا

رشتے داری نہیں کرنی اور نہ بڑھانی ہے اس لیے یہ ٹھیک ہے،چہرے کے سامنے کارڈ

لہرایا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور ہائیکورٹ،

گھر رہ کر وہ تنگ آ گئی تھی سستی کو ایک سائیڈ پر کیے وہ آج کورٹ میں موجود تھی اپنی

عادت کے مطابق وہ سارے زمانے کی خبریں لے کر زاویار کے آفس میں داخل ہوئی بنا

دستک کے آفس خلاف معمول خالی تھا وہ سکون سے جا کر زاویار کی جگہ پر بیٹھی اس کے آفس

میں نہ ہونے پر وہ اس کی جگہ ہوتی تھی چند لمحے انتظار کرنے لگ بعد زاویار آفس میں داخل

ہوا اور اس کو دیکھتے سلام کیا تھا

السلام علیکم،اس کو اپنی جگہ پر بیٹھا دیکھ پر وہ خاموش سے سامنے رکھی چیئر پر بیٹھا اس نے کبھی رئیسہ کو اپنی جگہ سے اٹھنے کو نہیں کہا تھا

وعلیکم السلام کیسے ہیں آپ، آج اس کا انداز تھوڑا مختلف تھا وہ کنفیوز تھی

ٹھیک سب،زاویار کیس فائل کی طرف متوجہ ہوا

آپ کی بہن کیسی ہے اور کیس کا کیا بنا کیا آپ اسے کنٹینیو کریں گے،.بہت سوچ کر سوال کیا

وہ اب ٹھیک ہیں پہلے سے کافی بہتر ہیں اور کیس کنٹینیو رہے گا،مصروف سا جواب

وہ وہ مجھے آپ کو کچھ بتانا تھا،اس کی آواز.بہت مدھم تھی زاویار رئیسہ کی طرف متو ہوا

وہ میں میں۔۔اسے سمجھ نہیں آیا کیسے بات کریں

کیا ہوا سب ٹھیک ہے نہ،وہ پریشان ہوا

طلحہ ذوالفقار کا کیس میں ڈیل کر رہی ہوں اب سے،وہ تیزی سے بول کر خاموش ہوئی

زاویار اس کا چہرہ دیکھتے الفاظ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا یہ اس کے وہموں و گمان میں نہیں تھا کہ رئیسہ طلحہ ذوالفقار کا کیس لے سکتی ہے یا اس سے اختلاف کر سکتی ہے وہ جواب کے لیے الفاظ ڈھونڈنے لگا۔

تم غلط انسان کو ڈیفینڈ کر رہی ہو رئیسہ، اسے برا لگا تھا

پر ہو سکتا ہے حقیقت کچھ اور ہو سکتا اس سب کے پیچھے ذوالفقار رضا ہو، اسے اپنی دلیل کمزور لگی۔

حقیقت یہ ہے کہ احمر کا قتل ہوا ہے اور اس میں طلحہ کا ہاتھ ہے یہ سب اس کی وجہ سے ہوا ہے، لہجہ سخت نہیں تھا پر تاثرات تھے۔

آپ دوستی کو سائیڈ پر رکھ کر دیکھیں تصویر کا دوسرا رُخ دیکھنے کی کوشش کریں میں سمجھ سکتی ہوں احمر آپ کا دوست تھا اور دوستوں کو غلطیوں کو تسلیم کرنا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے انسان دوسروں کی غلطیوں کو نظر انداز نہیں کرتے دوستوں کی غلطیوں کو کر دیتے ہیں، وہ خاموش ہوئی۔

احمر غلط ہو گا پر وہ کبھی خود کشی نہیں کر سکتا مجھے طرف یہ پتہ ہے کہ میرا دوست میرے ساتھ نہیں ہے اور وجہ وہ ذوالفقار کی اولاد ہے، زاویار شدید غصے میں بھی رئیسہ سے بلند آواز میں بات نہیں کر سکتا تھا

خدا کرے میرا فیصلہ ٹھیک نہ ہو اور آپ یہ کیس جیت جائیں اور سزا صرف طلحہ کو نہیں ذوالفقار کو بھی ہو، مدھم آواز میں بات مکمل کر رہے وہ جانے لگی بحث کا کوئی فائدہ نہیں تھا

وکالت چھوڑ دوں رئیسہ، زاویار کی آواز پر اس کے قدم اور سانس بے ساختہ رکے

مذہب میں خود کشی حرام ہے پراسیکیوٹر، وہ کچھ اتنی ہی محبت کرتی تھی وکالت سے کہ مرجاتی پر وکالت نہیں چھوڑتی۔

ھ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ملک ہاؤس، لاہور

رات کے ایک بجے وہ دونوں احمر کے گھر کے باہر کھڑے طلحہ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے کھڑے رہ کر رئیسہ کے پاؤں جواب دے گئے تھے وہ وہی فٹ پاتھ کر آلتی پالتی مر کر

Clubb of Quality Content

بیٹھ گئی اور ساتھ ساتھ طلحہ کو برا بھلا کہنے میں لگی تھی ہادی بھی مزید کھڑا نہیں رہ سکتا تھا وہ بھی

رئیسہ کے وہی بیٹھ گیا۔

سوسائٹی ہونے کی وجہ سے وہاں خاموشی تھی اور لوگوں کی موجودگی تو نہ ہونے کے برابر دس

منٹ بات ایک گاڑی ان کے پاس آ کر رکی ان دونوں نے بے ساختہ صبر کا کلمہ پڑھ

لیا

کیا ہوا پلان بدل لیا کیا اب نہیں کرنی چوری، وہ چلتا ہوا ان تک آیا ہادی کو اگنور کیا۔

ہاں اب ہم اپنا فیوچر بھیک مانگ کر سیکیور کریں گے، جواب ہادی نے دیا تھا ۔

رئیسہ کچھ بھی کہہ بنا احمر کے گھر کے دروازے کی طرف بڑھی۔

یہ تو لاک ہے، اس نے پیچھے دیکھتے ہوئے ان دونوں کے علم میں اضافہ کیا تھا

احمر آپ کی خالہ کا بیٹا تھا، طلحہ نے آگے بڑھتے سوال کیا

نہیں، وہ الجھی

تو پھر یہ گیٹ بند ہی ملے گا آپ یہاں میٹ اپ کو نہیں آئی نہ میڈم، طلحہ نے طنز کیا

ہٹو میں دیکھتا ہوا، دروازے کو زور زور سے ہلانے کے بعد وہ ان کی طرف مڑا

یہ واقع لاک ہے، مایوسی سے کہہ اس کا انتظار کرتے اور بھوک کی وجہ سے ان کا دماغی توازن ہل گیا تھا یقیناً۔

آپ کو وزیر اعلیٰ کس نے بنایا، طلحہ یہاں طنز کرنے آیا تھا

آپ کے چاچا محترم نے، ہادی نے اس کے لہجے میں جواب دیا

پہلے یہ کرلیں یا تیسری جنگِ عظیم، رئیسہ بولی

ہادی اور طلحہ کافی دیر مشقت کے بعد دیوار کی مدد سے گھر کے اندر داخل ہوئے اور دروازہ کھولتے رئیسہ کو اندر آنے کا راستہ دیا آگے جاتے ان کو دروازہ پھر لاک ملا تھا رئیسہ نے پین کی مدد سے دروازہ کھولا یہ اس کے لیے آسان تھا اکثر چابی گم جانے پر وہ آپ گھر ایسے ہی جاتی تھی۔

رئیسہ اندر داخل ہوتے کمرے چیک کرنے لگی شکر تھا کمرے لاک نہیں تھے ہادی سیدھا کچن میں گیا تھا اور فریزر کھول کر کھڑا کھانے پینے کی چیزیں تلاش کرنے لگا اور طلحہ مہمانوں کی طرح لاؤنج کے صوفے پر بیٹھا تھا۔

ویسے کتنی غیر اخلاقی حرکت ہے ہادی کسی کے کچن میں گھس کر فریزر میں تانکا جھانکی کرنا ،افسوس سا تھا اس کے انداز میں۔

آئی ایگری ،ہادی کے بولنے سے پہلے طلحہ نے بلند آواز میں کہا۔

اور یہ کسی کے گھر میں گھس کر کمرہ کی تلاشی لینا کہاں کی اخلاقی حرکت ہے بتانا زرا، عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھے کھڑا ہوا

تمہاری والی زیادہ غیر اخلاقی ہے، طلحہ نے جواب دیا ۔

تم تو چپ ہی رہو آدھے فرنگی کہی کے،ذاتی حملہ ۔

طلحہ کے بولنے سے پہلے رئیسہ بولی تھی۔ تو دونوں چپ کروادیا فرنگی اور پورے پاکستانی ہم جو کرنے آئے ہیں وہ کرو،غصے سے بولتے وہ احمر کا کمرہ تلاش کرنے لگی۔

احمر کے کمرے کی بجائے وہ اس کی سٹڈی میں موجود تھے خوش قسمتی سے وہاں کوئی لاک نہیں تھا رئیسہ نے سارے پیپر نکالے اور اس کی پکچرز لینے لگی اس کے چہرے پر واضح بیزاری تھی وہاں اس کو اپنے مطلب کی کوئی چیز نہیں ملی تھی ہادی اور طلحہ باقی چیزیں دیکھ رہے تھے

رئیسہ کی آنکھیں حیرانی سے پوری کھولی تھی اسے ایک میڈیکل رپورٹ ملی تھی ڈی این اے رپورٹ اس کو ٹھیک سے دیکھنے سے پہلے رئیسہ نے طلحہ سے سوال کیا۔

تمہیں اپنے ڈیڈ پر کتنا یقین ہے طلحہ..؟؟اس کے چہرے پر مدھم مسکراہٹ تھی

ذرا سا بھی نہیں اس لیے تو وکیل چینج کیا ہے،وہ مصروف سا ہنسا تھا۔

مجھے بھی ذرا یقین نہیں ہے،وہ اس کے ساتھ ہنسی۔

کچھ دیر بعد وہ احمر کا بے فارم لے کر سٹڈی میں مجھے صوفے پر بیٹھی تھی اور طلحہ اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھا تھا اور ہادی ان کے پیچھے کھڑا تھا۔

سنو تمہارے ڈیڈ کا آئی ڈی کارڈ نمبر کیا ہے،رئیسہ نے طلحہ سے سوال کیا

میں نادرا میں ہوتا ہوں جو مجھے نمبر زبانی یاد ہو گا،وہ بگڑا ۔

اتنا تو پتہ ہی ہونا چاہیے ڈیڈ ہیں تمہارے،وہ الٹا اس پر غصہ ہوئی

بیسک انفارمیشن نہیں ہے یہ میڈم، آئی ڈی کارڈ نمبر ہیں آپ اپنے والد کا چھوڑے آپ اپنا بتادیں مجھے،وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔

پرسنل انفارمیشن ہے میری میں تمہیں کیوں بتاؤں،وہ یہ بتا کر شرمندہ نہیں ہونا چاہتی تھی کہ اس کو نہیں پتہ۔

طلحہ کے جواب دینے سے پہلے ہادی بول اٹھا۔

چلو تم دونوں یہاں سے کام ہو گیا ہے تو۔نالائق کہیں کہ،وہ طنز کرتا ہوا باہر جانے لگا

تم بتادوں اپنا،وہ دونوں ایک ساتھ بولے تھے ۔

میں وزیر اعلیٰ ہوں نادرا کا ہیڈ نہیں جو آئی کارڈ نمبر یاد رکھتا پھروں،وہ کہہ کر باہر چلا گیا

نالائق وزیر اعلیٰ،وہ دونوں پھر ایک ساتھ بولے تھے ۔

ساری چیزیں دوبارہ ترتیب سے رکھنے سے وہ تینوں گھر سے چلے گئے ہادی اور رئیسہ پہلے دروازے سے باہر چلے گئے اور طلحہ دروازہ لاک کرنے کے بعد دیوار کی مدد سے باہر آیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کینٹ ایریا، لاہور

ذوالفقار رضا گھر پر ہیں، ہادی رئیسہ کے ساتھ اس کے کہنے پر ذوالفقار رضا کے گھر آیا تھا

جی گھر پر ہیں آپ بیٹھیں، میں ان کو بتا دیتی ہوں، ملزم کے جواب پر ان کے چہرے کے رنگ بدلے تھے یہ نہیں ہونا چاہیے تھا ذوالفقار رضا کی گھر پر موجودگی ان کے پلان کا حصہ نہیں تھا

Clubb of Quality Content

اب کیا کریں وہ گھر پر ہے، ہادی مدھم آواز میں رئیسہ سے پوچھنے لگا

مجھے کیا پتہ انفارمیشن کے مطابق اس کو گھر نہیں ہوا چاہیے تھا، وہ خود حیران تھی۔

اب ہم کیا کہیں گے کیوں آئے ہیں ہم، ان کی ٹینشن بنتی تھی وہ یہاں ذوالفقار رضا کے کمرے کی تلاشی لینے آئے تھے۔

تم کر لینا نہ کوئی بھی بات تم جانتے ہو اس کو، رئیسہ نے اس کو آنکھیں دیکھائیں۔

ذوالفقار رضا کے آنے پر وہ خاموش ہو کر دوبارہ سیدھے ہو کر بیٹھے تھے چہرے کے تاثرات بہت حد تک نارمل کیے تھے۔

کیا چیز آپ کو ہمارے دروازے پر لے آئی وزیراعلیٰ صاحب، مسکرا کر طنز کیا۔

چیز نہیں تجسّس کہیں، ہادی نے سوچ لیا تھا اسے کیا بات کرنی ہے، بے مقصد ہی سہی ایسا کیا تجسّس ہے وہ میرے ذات سے منسلک ہے، انہوں نے سوال ہادی سے کیا تھا دیکھا رئیسہ کو تھا۔

پوچھیں کیا نہیں ہے، ہادی مسکرایا

اچھا چلے بتائیں کیا نہیں ہے، اچھا لگے گا سن کر مجھے، مسکراہٹ چہرے پر اب بھی موجود تھی۔

میرے باپ کو کیوں مارا تھا، اس کا لہجہ سخت ہوا

کیا کرو گے جان کر حدید اقبال، ٹانگ پر ٹانگ رکھے مغرور انداز میں سوال کیا

جو پہلے نہیں کر سکا اب کر لوں گا، رئیسہ نے شکر کیا تھا ہادی کے بات کرنے پر۔

جو پہلے نہیں کر سکے وہ اب بھی نہیں کر سکو گئے چھوڑ دو یہ قصہ،ان کا لہجہ ایسا تھا کہ یہ بات

بات کم اور دھمکی زیادہ لگتی تھی۔

غلط فہمی ہے آپ کی،جواب رئیسہ نے دیا

خوش فہمی ہے تمہاری لڑکی،وہ ہنسے

آپ کی بیوی کہاں ہے میں نے سنا ہے وہ ایک میسنگ پرسن ہیں ملی نہیں کیا ابھی تک،

وار غیر متوقع تھاذوالفقار رضا کے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔

میں خیال سے آپ کی بہت اتھارٹی ہے وہ نوکرانی بھی نہیں ملی جس پر الزام تھا اغوا کا،

جواب نہ ملنے پر وہ مزید حیرانی سے بولی۔

یہ میرا ذاتی معاملہ ہے،بہت مشکل سے جواب دیا

ذاتی یا کاروباری،اب رئیسہ مسکرائی تھی ہادی کچھ دیر کے لیے مائنس ہو گیا تھا ۔

سوچ سمجھ کر الفاظ ادا کرو لڑکی،غصے سے آنکھیں سرخ ہوئی ۔

سوچ سمجھ ہی کیسے ہیں رضا صاحب،پہلے والی پریشانی اب نہیں تھی

بہتر ہو گا دوبارہ جب آنا تو میڈیا کو اطلاع کر کے آنا،

میرے خیال سے آپ کو بیٹھ کر سوچنا چاہیے اور ہمیں چلنا چاہیے آج کے لیے اتنا کافی ہے مجھے لگتا،وہ طنز مسکراتے ہوئے ہادی کے ساتھ باہر چلی گئی۔

اس کے جانے کے بعد ذوالفقار رضا نے فون پر بات کرنے کے بعد مطمئن ہوئے اور واپس اپنے کمرے میں چلے گئے۔

ان کی گاڑی ابھی زیادہ دور نہیں گئی تھی ذوالفقار رضا کے گھر جب فضا میں فائرنگ کی آواز گونجی وہ حملہ رئیسہ اور ہادی کی گاڑی پر ہوا تھا یہ ان کی قسمت تھی کہ وزیراعلیٰ کی سیکورٹی ان کے ساتھ نہیں تھی مسلسل فائرنگ سے ان کی گاڑی کی حالت بگڑ گئی تھی اور ان کی بھی فائرنگ کرتے ہوئے لوگوں میں ایک شخص گاڑی کی طرف بڑھا اور ٹوٹے شیشے سے اندر دیکھتے وہ کمینگی سے مسکرا کر فون کرنے لگا۔

آپ کا کام ہو گیا رضا صاحب پیسے ٹرانسفر کر دیجئے گا،دوسری طرف سے جواب کی بجائے ہنسی سنائی دی تھی۔

واٹ آہیڈ لائن، موجودہ وزیر اعلیٰ اور طلحہ ذوالفقار کی نئی خاتون وکیل ایک گاڑی میں موجود تھے، نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ان دونوں کی موت ہو گئی۔

اپنے کمرے میں بیٹھا ذوالفقار رضا اپنی حرکت پر خود کو شاباشی دی رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(کچھ دیر قبل)

رئیسہ کو اس کے گھر سے لینے کے بعد وہ دونوں ذوالفقار رضا کے گھر کی طرف جانے لگے

تم نے ٹھیک انسان سے پوچھا ہے نہ یہ وہ گھر پر نہیں ہو گا اس وقت، ہادی نے پریشانی سے پوچھا۔

ہاں انسان کو ٹھیک ہے اللہ کرے ہمارا کام بھی ٹھیک ہو جائے، وہ فون میں مصروف تھی۔

تم آخر کرنا کیا چاہ رہی ہو پہلے وہ احمر کا گھر اب ذوالفقار کا، چکر کیا ہے، وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

Clubb of Quality Content

چکر کوئی نہیں تجسس ہے اس کا حل چاہیے بس اور کچھ نہیں، وہ اب بھی اپنا فون دیکھ رہی تھی۔

تجسس کبھی کبھی انسان کی جان لے لیتا ہے اور میرا ابھی مرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے،

مشورے کے ساتھ خواہش ظاہر کی

میرا جیسے دل کر رہا نہ بھری جوانی میں مرنے کا، کچھ نہیں ہو گا مرد بنو تم حدید اقبال،

اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے حوصلہ دیا۔

کیا نکل آیا ہے ایسا فون میں جو نظر نہیں ہٹ رہی ہے؟ وہ اکتایا تھا اس کو مسلسل فون میں مصروف دیکھ کر۔

میں ایک چیز دیکھ رہی ہوں اور مجھے سمجھ نہیں آرہا اس کا مطلب کیا۔ اس نے اپنی پریشانی ظاہر کی

کیا چیز ہے دکھاؤ۔ شاید مجھے سمجھ آجائے۔۔ گاڑی کی سپیڈ کم کی۔

یہ دیکھو یہ سگنیچر مجھے کافی جگہ پر ملے ہیں پہلے وہ کارڈز میں سے ایک پر تھے پھر وہ خط جو کراچی سے ملا تھا اس پر بھی یہی سگنیچر تھے اور احمد کے گھر میں موجود ایک پیپر پر بھی یہ تھے یہ اتنے عجیب طرح کے ہیں میرے سمجھ سے باہر ہیں،اس نے پریشانی سے ساری بات بتائی اور فون ہادی کو دیا۔

گاڑی روک کر اس نے رئیسہ سے فون لیا اور گھور سے سکرین کو دیکھنے لگا۔

تمہیں بھی سمجھ نہیں آئی نہ یہ ہیں ہی اتنے عجیب۔مایوسی سے بولتے اس نے گاڑی کی سیٹ پر ٹیک لگائی اور آنکھیں بند کر لیں۔

آدھے گھنٹے کے بعد اس کو ہادی کی آواز دوبارہ سنائی دی وہ نیند میں جا رہی تھی کہ بے ساختہ اٹھی اس نے رات اس فضول سے سگنیچر پر ضائع کر دی تھی۔

مجھے پتہ چل گیا ہے کیا نام ہے۔وہ خوشی سے رئیسہ کی طرف مڑا۔

۔کیا نام ہے رئیسہ کی دھڑکن تیز ہوئی

کبیر نام ہے اس شخص کا۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس نے فون رئیسہ کو دیا۔

کون ہے یہ شخص میں اس نام کے کسی شخص کو نہیں جانتی تمہیں پتہ ہے کیا؟ پریشانی میں مزید اضافہ ہوا

نہیں مجھے نہیں معلوم۔ گاڑی دوبارہ سٹارٹ کی۔

کون ہے آخر ہے کبیر نامی شخص جس کو میں نہیں جانتی اور وہ مجھے جانتا ہے۔ وہ بڑبڑائی۔

ہو گا کوئی سائلنٹ لور، ہادی ہنسا اپنے جواب پر۔

شٹ اپ وہ بیزار ہوئی اس کی بات پر،

گاڑی سے باہر دیکھتے اس کے دماغ کہیں اور گم تھا۔ وہ ایک ہی چیز پر اٹکی تھی۔

Who is Kabeer?

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جاری ہے۔۔۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842